محبّت کا پیغام
عصرِ حاضر کے نام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۲۸ محرم تا ۴ صفر ۱۸ ۱۴ھ بمطابق ۶ تا ۱۲ جون ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۲

حضرت شاہ ولی اللہ اور علم و حکمت کا فیضان

امتِ مسلمہ پر تا قیامت فرضیتِ جہاد

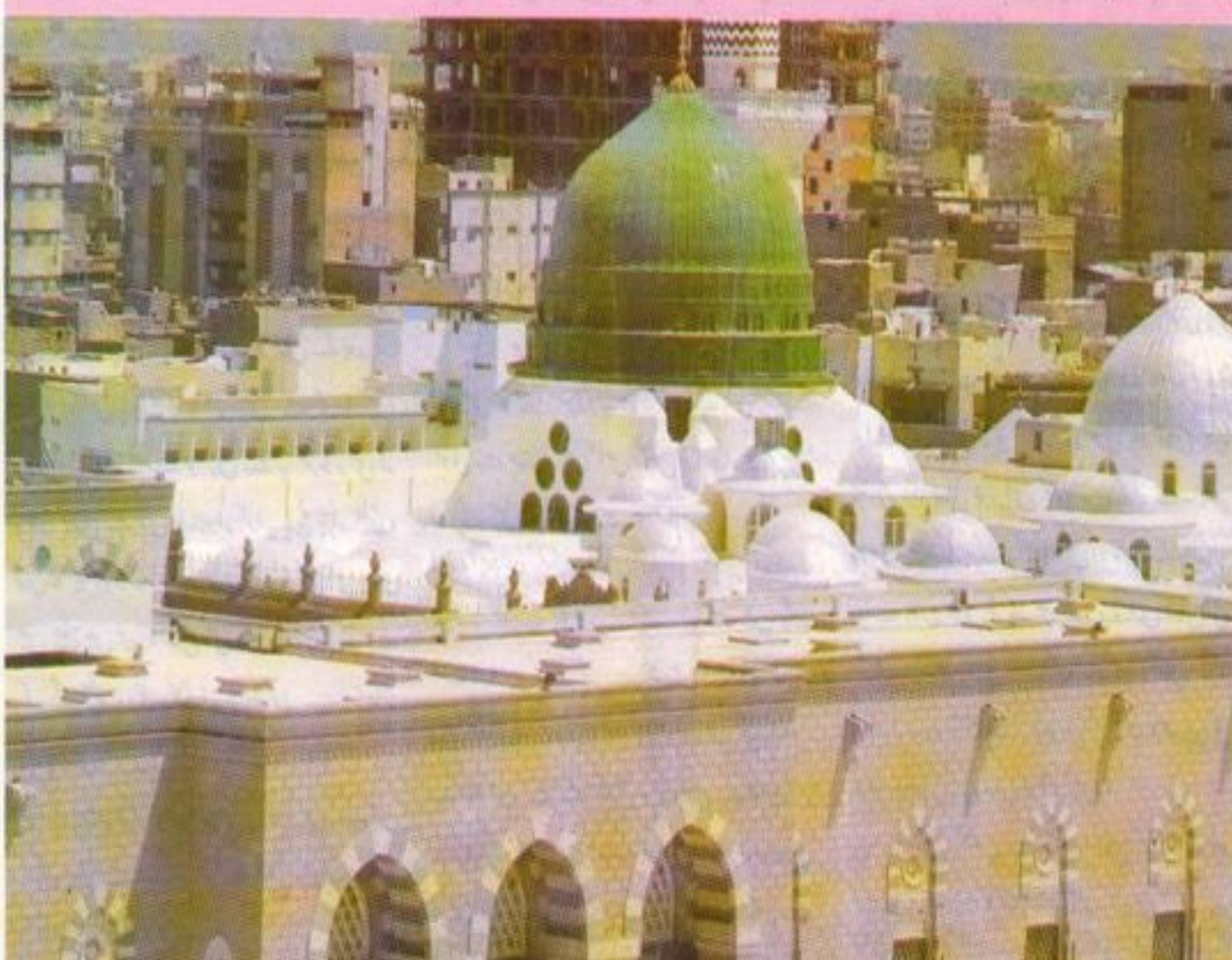

مرزا غلام احمد کی چند سچّی باتیں

کیا قادیانی ثبوت دے سکتے ہیں؟

قیمت: ۵ روپے

س : کام پہلے ہوجائے یا بعد میں کیا دونوں صورتوں میں منت پوری کرنا لازمی ہے؟

ج : پہلے کام ہو یا بعد میں منت پورا کرنا ضروری ہے' البتہ اگر میعاد مقرر کردی تھی اور اس میعاد میں کام نہیں ہوا تو منت لازم نہیں ہوئی۔

س : میں نے ایک گاڑی ساڑھے آٹھ سال کے اندر قسطوں کی ادائیگی کے معاہدے کے تحت مبلغ دس لاکھ میں فروخت کی اس شرط پر کہ وہ لوگ مجھے ایک سال میں صرف ایک لاکھ بیس ہزار روپے دیتے ہیں' پوچھنا یہ ہے کہ آیا میں زکوۃ ہر سال دس لاکھ روپے کی ادا کروں یا ایک لاکھ بیس ہزار کی ادا کروں؟

ج : جب آپ نے دس لاکھ میں گاڑی بیچ دی تو وہ رقم اس شخص کے ذمہ قرض ہوگئی۔ اور قرض کی رقم پر ہر سال زکوۃ لازم ہے' اس لئے آپ ہر سال زکوۃ ادا کیا کریں۔

س : میری اپنی دکان ہے مجھے پانچ آدمیوں نے پانچ لاکھ روپے دیئے اور کہا کہ ہر سال کے بعد جتنا منافع ہو اس پانچ لاکھ کا اس میں سے آدھا ہمیں دیدو اور آدھا تم لے لو' میں نے یہ شرط رکھی کہ دکان میری ہے اس کا ماہوار کرایہ پانچ ہزار علیحدہ لوں گا' نیز دو لاکھ روپے میرے اپنے بھی اس دکان میں چلتے ہیں ان کا منافع بھی کاٹوں گا' سوال یہ ہے کہ مجھے علیحدہ دکان کا کرایہ ان لوگوں سے لینا جائز ہے یا نہیں؟

ج : دکان کا کرایہ الگ وصول نہ کریں' بلکہ اس کو کل منافع میں سے کاٹ کر جو منافع باقی رہے اس کا آدھا ان کو دیا کریں۔

(زرین فاطمہ 'کراچی)

س : میرے شوہر نے میرے ساتھ اچھا رویہ اختیار نہیں کیا' میں بچوں کی خاطر وقت گزارتی رہی' ایک دفعہ اس نے مجھ سے دو لاکھ روپے کا مطالبہ کیا کہ اپنے والدین سے لے کر آؤں' ظاہر ہے یہ مطالبہ پورا کرنا میرے لئے مشکل تھا' انہوں نے مجھے طلاق دے دی' بچوں کو انہوں نے اپنے پاس رکھا' اب کہتے ہیں کہ دو لاکھ روپے لاؤ تو دوبارہ تم سے شادی کرلوں گا ورنہ تم بچوں کو اپنے پاس رکھو میں دوسری شادی کرلوں گا' آپ سے مشورہ چاہئے کہ کیا کرنا چاہئے؟

ج : مجھے معلوم نہیں کہ آپ بچوں کے بغیر صبر کرسکیں گی یا نہیں؟ اگر یہ معاملہ میرے بس میں ہوتا تو ایسے خود غرض لالچی آدمی کو کبھی منہ نہ لگاتا۔

اگر یہ ممکن ہو کہ آپ بچوں کے بغیر صبر کرسکیں تو میرا مشورہ یہ ہوگا کہ آپ کسی شریف آدمی سے عقد کرلیں' اس شخص کو اختیار نہ کریں' وہ بلیک میل کرنا چاہتا ہے۔ والسلام

(عذرا پروین 'کراچی)

س : میرے شوہر نے ایک دن غصے میں مجھے بہت مارا اور کہا کہ گھر سے نکلو میں نے تجھے طلاق دی' مغرب کے وقت میں روزہ کھولنے لگی تو اس نے کہا میں نے تجھے طلاق دے دی ہے تو یہاں سے بھاگ جا اور تم میرے اوپر حرام ہو اور میری ہر چیز حرام ہے تیرے لئے اور پھر کہا کہ میں نے تیرا فطرہ بھی نہیں دینا' میں نے تجھے طلاق دی' تم چلی جاؤ یہاں سے' اب دو سال بعد پھر تنگ کرنے لگا ہے اور جھوٹی قسم کھانے لگا ہے کہ میں نے نہیں کہا' کیا مجھے مذکورہ واقعات کے بعد طلاق ہوچکی ہے؟

ج : جو واقعات آپ نے لکھے ہیں اگر صحیح ہیں تو آپ کو پکی طلاق ہوگئی' اور اس شخص کے ساتھ ختم ہوگیا' آپ اس شخص کے پاس نہ جائیں' اس شخص کی قسم کا کوئی اعتبار نہیں' اگر طلاق کے الفاظ آپ نے اپنے کان سے سنے ہیں تو آپ کا اس شخص کے ساتھ رہنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

(عبدالسلام 'کراچی)

س : گھریلو حالات کے پیش نظر طلاق کا شبہ تھا' معلومات حاصل کرنے پر بھی بات واضح نہیں ہوئی' لہٰذا آخرت کو مدنظر رکھتے ہوئے طلاق کو بالفعل عمل میں لاکر شرعی حلالہ کی صورت اختیار کی گئی' گواہوں میں مرد کی طرف سے ماموں زاد بھائی نے عورت کی گواہی دی' مرد نے حلالہ کرنے والے کی گواہی دی' جبکہ دوسری بار نکاح میں ماموں زاد بھائی اور اس کا دوست گواہ تھے۔ جمعہ ۲۳ اگست کے جنگ کے مطابق دونوں کے والدین حیات ہوں اور شریک نہ ہوں تو اس نکاح کی شرعی حیثیت نہیں' متذکرہ بالا صورتحال کے حوالے سے آنجناب ارشاد فرمائیں کہ والدین کی عدم موجودگی میں نکاح ہوا یا نہیں؟

ج : جس شخص سے دوسرا نکاح کیا گیا کیا وہ عورت کے جوڑ کا تھا؟ یعنی اگر والدین اس سے نکاح کرتے تو ان کے لئے عار کا باعث تو نہ ہوتا؟ اگر یہ شخص ایسا تھا جو اوپر میں نے ذکر کیا تو والدین کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح ہوگیا۔ اور اگر ایسا نہیں تھا تو نہیں ہوا۔ واللہ اعلم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۲ — ۲۸ محرم تا ۴ صفر ۱۴۱۸ھ بمطابق ۶ تا ۱۲ جون ۱۹۹۷ء — قیمت: ۵ روپے

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ........	۴
اسباب تحریف دین (مولانا محمد یوسف لدھیانوی)	۶
مرزا غلام احمد کی چند کچی باتیں (مولانا عبداللطیف مسعود)	۹
کیا قادیانی ثبوت دے سکتے ہیں؟........	۱۳
حضرت شاہ ولی اللہؒ اور علم و حکمت کا فیضان (اقبال احمد صدیقی)	۱۵
امت مسلمہ پر تاقیامت فرضیت جہاد (ڈاکٹر ولی محمد)	۱۷
ہفت روزہ ختم نبوۃ...... ایک مطالعاتی جائزہ (مولانا محمد اشرف)	۲۱
محبت کا پیغام عصر حاضر کے نام (مولانا محمد الحسنی)	۲۳
اختلاف امت اور جاہی (مولانا محمد راحت گل)	۲۵

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE 35 STOCKWELL GREEN LONDON SW9 9HZ U.K. PHONE 0171-737-8199.

ناشر: عبدالرحمن باوا — طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ مزیڈہ لائن کراچی

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں رسالہ ڈاک خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کر دیا جائے گا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات ۷۰ امریکی ڈالر
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۲۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمزاد مرزا کی حمایت میں قادیانی لابی سرگرم

جھوٹے مدعی نبوت یوسف علی کے ذریعے قادیانی اپنی باسی کڑاہی کو نیا ابال دینا چاہتے ہیں

عصر حاضر میں ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کے خلاف صیہونی طاقتیں نت نئے فتنے کھڑے کرکے اپنے سیاسی غلبہ کے حصول کی تمام تر مذموم کوششیں بروئے کار لارہی ہیں' اس کے لئے اسلام دشمن قوتیں اپنے ایجنٹوں اور اپنے لے پالک "قادیانیوں" سے اسلام کے خلاف نت نئے ہتھکنڈے استعمال کراتے ہوئے امت مسلمہ کے مذہبی جذبات سے کھیل رہی ہیں۔ ملک عزیز پاکستان میں فی زمانہ جہاں فرقہ واریت' فحاشی' عریانی' کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی کے تقدس کی پامالی کے فتنے کھڑے کئے گئے ہیں وہاں سب سے سنگین فتنہ جعلی نبوت کے دعویدار یوسف علی کا فتنہ ہے جس نے اللہ رب العزت کی شان اقدس' رسول آخری محمد عربی ﷺ' قرآن مجید' صحابہ کرامؓ شعائر اسلام اور وطن عزیز کے خلاف زہر افشانی کرکے امت مسلمہ کے دلوں کو شدید گھائل کردیا۔

ہم نے اس سے قبل ہمزاد مرزا کذاب یوسف علی کے دعوی نبوت کے پس پردہ عوامل کے حقائق سامنے لاچکے ہیں کہ مذکور کی اس ساری مذموم کارروائی کے پیچھے قادیانی لابی کا ہاتھ ہے جس نے اپنے اسلام دشمن آقا یہودی کے اشاروں پر یوسف کذاب کو کٹھ پتلی بنا رکھا ہے اور نقص امن پیدا کرکے اسلامیان پاکستان کی صلاحیتوں کو ضائع کرنے میں ہمہ وقت مصروف ہے۔ قادیانی لابی یوسف کذاب کی پیٹھ تھاپ کر اپنے روایتی دجل و فریب کی اشاعت کے لئے اپنی تمام مذموم کارروائیوں کو عمل میں لانے کے لئے سرگرداں ہیں' اس سلسلہ کی ایک خبر ملاحظہ فرمایئے:

یوسف کی حمایت میں قادیانیوں کے ٹی وی چینل پر پروگرام:

"ابھی نبوت ختم نہیں ہوئی' انسانیت کی رہنمائی کے لئے سلسلہ جاری ہے' مذہبی انتہا پسند اسے روک رہے ہیں' مرزا غلام احمد سچا تھا' ٹی وی چینل پر بکواسیات"

کراچی (خصوصی رپورٹ) نبوت کے جھوٹے دعویدار کذاب یوسف کی حمایت میں قادیانیوں کے ڈش چینل ایم۔ ٹی۔ اے نے دو پروگرام نشر ہوچکے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب کی سرزمین سے مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد ایک اور شخص ابوالحسنین یوسف علی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا ہے مگر اسے ابھی باضابطہ اعلان کا موقع ہی نہیں ملا تھا کہ پاکستان کے بنیاد پرست اور مذہبی انتہا پسند گروہ نے اسے جیل میں ڈال دیا۔ "ان پروگراموں میں قادیانیوں نے بہت منفرد طریقے سے یہ نظریہ بھی پیش کیا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ انسانیت کی رہنمائی کے لئے یہ سلسلہ جاری ہے مگر مذہبی انتہا پسند اسے روک رہے ہیں اور وہ جدید دور کے لوگوں کو ہزار سال پیچھے لے جارہے ہیں جہاں جہالت ہی جہالت تھی۔" قادیانیوں کے اس پروگرام میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں ان کے ماننے والے موجود ہیں مگر ان پر بھی سختیاں ہونے کا خدشہ ہے' جس کی وجہ سے وہ زیر زمین چلے گئے ہیں مگر اپنی تبلیغ جاری رکھے ہوئے ہیں' اس پروگرام میں کذاب یوسف کی تشہیر کے بجائے اس نظریے کی بہت زیادہ تشہیر کی گئی ہے کہ مرزا غلام احمد سچے تھے اور اس کا فلسفہ اور نقطہ نظر کذاب یوسف کے اعلان سے سچ ہوگیا۔"

(روز نامہ "خبریں" ۲۷ مئی ۱۹۹۷ء)

جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آقا انگریز کے مخصوص سیاسی مفادات کے تحفظ کے لئے اللہ رب العزت کے سچے دین اسلام کے متضاد نقلی اسلام کی ترویج میں شب و روز اکارت کئے اب حقائق پوری دنیا پر عیاں ہوچکے ہیں اور اب مرزا قادیانی کی ذریت بھی اپنے آقا کی گود میں بیٹھ کر امت مسلمہ کے خلاف ہر اٹھنے والے فتنہ کی پشت پناہی میں اپنی تمام تر مذموم کارروائیوں کو عمل میں لارہی ہے اور اہل حق پر بنیاد پرستی کے الزامات لگا کر ملک و ملت کے بہی خواہوں سے عوام کو متنفر کرنے کا پروپیگنڈا کررہی ہے۔

ہم بارہا وطن عزیز کے ارباب اختیار کے سامنے حقائق لاچکے ہیں کہ یہودی لابی اپنے "خود کاشتہ پودے" قادیانیوں کو آلہ کار کے طور پر استعمال کرکے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ملک و ملت کو تباہی کے دھانے پر لانے کے لئے سرگرداں ہے۔ اگر بروقت اس انگریز کے خود کاشتہ پودے کی جڑیں کاٹ کر نہ پھینکیں گئیں تو ملک و ملت کو تباہ ہونے سے روکنا ناممکن نہیں تو محال ضرور ہوگا۔

خدارا ! اس کفر کی یلغار کا بروقت سدباب کیجئے۔

قسط نمبر ۲

اسباب تحریف دین

حضرت شاہ ولی اللہ کی نظر میں

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

تہاون

اسباب تحریف میں ایک بڑا سبب تہاون یعنی نظروں میں دین کی بے حرمتی اور اس کی طرف سے بے التفاتی ہے تہاون کا مطلب یہ ہے کہ دین کے سچے اور مخلص متبعین کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہو جائیں گے جو نماز کو غارت کریں گے، شہوات کی پیروی کرنے لگیں گے۔ انہیں نہ تو دین کی درس و تدریس اور عمل میں دلچسپی رہے گی، نہ وہ نیک کاموں کا حکم کریں گے اور نہ منکرات سے روکیں گے اس صورت حال سے بہت جلد دین کے خلاف رسمیں قائم ہو جائیں گی اور طبائع کی رغبت شرائع کے خلاف ہو جائے گی۔ ان کے بعد کچھ ناخلف اور پیدا ہوں گے جو تہاون میں پیش روں سے بھی بڑھ جائیں گے، یہاں تک کہ علم کا بڑا حصہ نسیاً منسیاً ہو کر رہ جائے گا"۔ (صفحہ ۱۲۰ جلد ۱)

شاہ صاحبؒ نے ان چند جملوں میں گویا چاہئے کہ ہمارے دور الحاد میں اسلام کی نازک صورتحال کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا۔ دو ڈیڑھ سو سال پہلے جب یورپ کا دیو استبداد ممالک اسلامیہ پر مسلط ہوا اور یورپ نے ہماری سیاسی اور مادی قوت کو بری طرح پامال کیا تو دینی تہاون پسندی کے تمام اسباب بھی جمع کر دیئے گئے۔ ایک طرف دین کی نشرواشاعت، تعلیم و تعلم، اور علم و عمل کی تمام دلچسپیاں چھین لی گئیں، دینی علم کے محافظین علماء کرام کو جو زمانہ کے سردوگرم سے بے نیاز ہو کر اپنی عسرت و بے سروسامانی اور مال و دولت سے تہی دامنی پر فخر کرتے ہوئے اسلام کی خزانہ عامرہ کی حفاظت پر اپنی تمام ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو صرف کر رہے تھے۔ قل اعوذیے مسجد کے مینڈھے بسم اللہ کی گنبد کے مکین، گدائی کے ٹکڑے توڑنے والے، ملت کے لئے باردوش اور نہ معلوم کیا کیا خطاب صاحب بہادر کے اشارہ چشم و ابرو پہ دیئے جانے لگے۔ مسلمانوں میں دین بیزاری کا زہر پھیلانے کے لئے علماء اسلام کی ہر ممکن تحقیر و تذلیل کی گئی۔ بار بار یہ سوال اٹھایا جاتا کہ مسجد کے یہ درویش کیا کھائیں گے اور کہاں سے کھائیں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو آزادی فرد کے خلاف کہہ کر رد کر دیا گیا، نماز، روزہ اور دیگر دینی اشغال و اعمال، تضییع اوقات کے اسباب بتلائے جانے لگے، حرص و ہوا اور شہوت پرستی میں بہیمانہ مظاہر کو ترقی کا نام دیا جانے لگا، شہوت انگیز اسباب کو فیشن کلچر اور آرٹ بنا دیا گیا، صنف نازک کو مساوات مردوزن کے عنوان سے زینت خانہ کی بجائے شمع محفل بنایا گیا پھر مغرب کے نظام تعلیم کو اسکول، کالج، یونیورسٹی کی شکل میں تمام ممالک اسلامیہ میں کچھ اس انداز سے پھیلایا گیا کہ جدید تعلیم یافتہ مسلمان، نہ صرف سیاسی، سماجی، معاشی اور عمرانی مسائل یورپ کے مخصوص طرز تعلیم اور خدا سے باغیانہ ذہنیت کے ذریعے حاصل کرنے پر مجبور ہوا بلکہ خود اسلام، اسلامی تاریخ، اسلامی عقائد، اسلامی فقہ، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشیات کے لئے بھی مغربی مستشرقین کے فلسفہ ارتقاء کا اسے ممنون ہونا پڑا۔ اسلام کی اس استشراقی تعلیم نے دین سے نفرت اور بیزاری کا جو زہر پھیلایا اور تعلیم یافتہ طبقہ میں الحاد اور تشکیک کی جو روح پھونکی اس پر علامہ اقبالؒ جیسے دردمندان ملت کو چار آنسو رونا پڑا۔

جب پیر فلک نے ورق ایام کا الٹا
آئی یہ صدا تعلیم سے پاؤ گے اعزاز
آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل
دنیا تو ملی طائر دیں کر گیا پرواز
پانی نہ ملا زمزم ملت سے جو اس کو
پیدا ہیں نئی پود میں الحاد کے انداز
یہ ذکر حضور شہ یثرب میں نہ کرنا
سمجھیں نہ کہیں ہند کے مسلم مجھے غماز
خرما نتواں یافت ازاں خار کہ کشتیم
دیبا نتواں یافت ازاں پشم کہ رشتیم

کبھی مغرب کے فلسفہ تعلیم کو اس سوز دروں سے بیان کرنا پڑا

تعلیم کا یہ فلسفہ مغربی ہے کہ ـــ
ناداں ہیں جن کو ہستی غائب کی ہے تلاش
محسوس پر بنا ہے علوم جدید کی
اس دور میں ہے شیشہ عقائد کا پاش پاش

کبھی ان کے لب خنداں سے اس تیشہ فرہاد پر ماتمی فریاد یوں نکلی

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر

لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ
گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما
لے کے آئی ہے مگر تیشہ فرہاد بھی ساتھ

الغرض دین فراموشی کے ان دو طرفہ عوامل نے شاہ صاحبؒ کے اس فقرہ کا دردناک منظر آنکھوں کے سامنے کر دیا فینعقد عماقریب رسوم خلاف الدین وتکون رغبة الطبائع خلاف رغبة الشرائع۔

یعنی نماز کو غارت کر دینے شہوت کے پیچھے دوڑنے منکرات کے پھیل جانے اور امربالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک ہو جانے سے جلد ہی بہت سی رسوم خلاف دین قائم ہو گئیں اور طبائع کی رغبت شرائع کے خلاف ہو گئی۔ سے

تھا جو نا خوب 'وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

اور یہ قصہ یہیں ختم ہو جاتا تو شاید کسی درجہ میں قابل اصلاح ہوتا۔ لیکن ہوا یہ کہ جب ممالک اسلامیہ مغربی استعمار سے آزاد ہوئے تو برسراقتدار وہ لوگ آئے جو یورپ کی تہذیب میں رنگے ہوئے اور یورپ کے فلسفہ سے نہ صرف متفق اور متاثر تھے بلکہ اس سے مرعوب تھے' مادیت کے دلدل میں اسلام کا فلسفہ حیات ان کے لئے ناقابل برداشت بوجھ تھا اور اسلام کے مزعومہ مقاصد کے راستہ میں سنگ گراں تھا۔ اس طویل عرصہ میں ہر ملک کے اندر ان ڈاکٹروں کی کافی تعداد تیار ہو چکی تھی جن کی تعلیم و تربیت ساخت و پرداخت اور تہذیب و اصلاح یورپ کی یونیورسٹیوں میں یہودی اور عیسائی اساتذہ کے ذریعہ مخصوص فلسفہ و تعلیم کے تحت ہوئی تھی اس لئے وہ نظریات و افکار 'تہذیب و تمدن 'اخلاق و اعمال 'عقل و فہم 'قلب و دماغ اور اوضاع و اطوار میں اپنے اساتذہ کا مثنیٰ 'ان کے مخصوص فلسفہ کے وارث' ان کی ذہنیت کے حامل اور لارڈ میکالے کی اس پیشگوئی کی منہ بولتی تصویر تھے۔

ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان ترجمان ہو'یہ ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خون و رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے 'سمجھ اور اعتقاد کے اعتبار سے انگریز ہو۔"

"یہی خون و رنگ کے اعتبار سے مسلم" اور ذوق 'الفاظ و فہم کے اعتبار سے واقعۃً انگریز" تو آزاد اسلامی ممالک کے مقتدر قرار پائے' جن کے عقائد متزلزل 'اعمال معدوم اخلاق غائب اور اسلام کا صحیح فہم ناپید تھا ان کے پاس جو متاع عزیز رہتی وہ صرف ان کے عیسائی اور یہودی اساتذہ کا فراہم کردہ سرمایہ تشکیک و تذبذب تھا' ان کے نزدیک اصل سوال شرائع کے نفاذ کا نہیں تھا بلکہ رغبت طبائع کے دھارے میں بہہ نکلنے کا تھا' وہ ماضی سے افسردہ 'اسلامی ورثہ سے مایوس 'اسلاف کی محنت سے نالاں اور قدیم اسلام کا نام لینے والوں پر خندہ زن تھے 'ان کا عقیدہ تھا (اور یہ عقیدت اپنے اساتذہ کے بارے میں ایک فطری امر بھی تھا) کہ اسلام کی صحیح روح صحیح مزاج اور گہرے فلسفہ کو صرف ان مستشرقین نے سمجھا ہے' انہیں یہ باور کرایا گیا کہ قرون وسطیٰ کے آئمہ 'محدثین 'فقہا 'متکلمین 'صوفیا اور علما نہ صرف یہ کہ اسلام کی حقیقی روح اور فلسفہ کو سمجھنے سے قاصر رہے' بلکہ ان کی شریعت سازی نے اسلام کو جامد اور غیر متحرک بنا کر رکھ دیا' جسکی وجہ سے قرون وسطیٰ کے اسلام میں جدید معاشرہ کی روز افزوں ضروریات کا ساتھ دینے کی صلاحیت نہیں رہی۔ ان میں سے بعض تو صاف صاف سیکولریت (لامذہبیت) کا نعرہ لگانے لگے۔ بعض نے کمیونزم کو اسلامی روح قرار دیا۔ اور بعض نے قدیم اسلام کو یکسر مشکوک قرار دے کر نئی تعبیر اور تحریف کے زور سے جدید اسلام کے کل پرزے تیار کرنا شروع کر دیئے۔ مجموعی طور پر ان لوگوں میں تہاون اور دین بیزاری کا ذوق مزید سے مزید اور شدید سے شدید تر ہوتا چلا گیا' اور صورتحال کاوہی نقشہ سامنے آیا جسے شاہ صاحبؒ نے اس فقرہ میں بیان فرمایا ہے :

"پھر ان دین فراموشوں سے بھی بڑھ کر کچھ ناخلف اور آئے جو تہاون میں بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ علم دین کا بڑا حصہ نسیاً منسیاً ہو کر رہ گیا۔ (حتیٰ یفنی معظم العلم)

"علومؐ کا بڑا حصہ" سلف کی تفسیر ان کے نزدیک غلط قرار پائی۔ حدیث زمانہ مابعد کی پیداوار فقہ علماء کے جمہور کا نشان 'عقائد و کلام 'قرون وسطیٰ کی ستم ظریفی 'احسان و تصوف 'جوگیانہ اعمال و اشغال کا مجموعہ۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس کے علاوہ علم کا باقی حصہ رہ ہی کتنا جاتا ہے' اس لئے تحریف کے لئے میدان صاف تھا اور ان کی تحریف پر ٹوکنے والے علماء مورد عتاب اور چونکہ یہ تہاون پسند اقتدار و اختیار کی وجہ سے قوم کے رئیس اور قائد تھے 'اور شاہ صاحبؒ کے بقول :

"اور تہاون جب قوم کے رؤسا اور باثر افراد کی جانب سے ہو تو نہایت مضرت رساں اور فساد انگیز ہوتا ہے"۔ (صفحہ ۱۳۰ جلد ۱)

اس لئے اس کا نتیجہ پوری ملت کے حق میں مذہبی گرفت کی کمزوری 'عقائد میں تذبذب اور اعمال میں سستی جیسے جاہ کن اثرات کے ساتھ نمودار ہوا ہمیں یہ اصرار نہیں کہ یہ سب کچھ نیت اور ارادے کے کھوٹ کی وجہ سے وجود میں آیا بلکہ ان میں سے بہت سے افراد ملت کے بہی خواہ اور نیک نیت بھی ہوں گے 'لیکن اس کا کیا علاج کیا جائے کہ زہر کو اگر زہر سمجھ کر کھا لیا جائے 'وہ جب بھی قاتل ہے اور اگر نادانی سے تریاق کا نام دے کر اور واقعۃً پوری دیانتداری کے ساتھ اسے تریاق سمجھ کر کھا لیا جائے وہ جب بھی قاتل ہی رہے گا۔ کسی کی نیک نیتی ' دیانتداری اور خوش فہمی ظاہر ہے کہ تریاق کو زہر

اور زہر کو تریاق بنا ڈالنے سے معذور ہے۔

======================

ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ شاہ صاحبؒ نے تحریف دین میں ردوبدل کرنے کا بنیادی سبب تہاون فی الدین بتایا ہے' اس تہاون فی الدین نے ممالک اسلامیہ میں کس طرح جڑیں مضبوط کیں اور اس "دینی کم و تحقی" کی بدولت متجددین کا نومولود فرقہ کس طرح وجود میں آیا' اس کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ ہمیں بتلاتے ہیں کہ اس تہاون کا ظہور کن کن شکلوں میں ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں :

"اور تہاون کا مبدا چند امور ہیں :

(الف) صاحب مذہب صلی اللہ علیہ وسلم سے مذہبی امور کا نقل نہ کرنا اور ان پر عمل نہ کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں یہی مراد ہے" ہوشیار ہو جاؤ 'عنقریب ایسا ہو گا کہ پیٹ بھرا آدمی اپنی مسند پر بیٹھ کر یہ کہے گا :

" اس قرآن کو مضبوطی سے لو' پس جو چیزیں قرآن میں حلال پاؤ ان کو حلال سمجھو اور جو حرام پاؤ ان کو حرام سمجھو حالانکہ جو شے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام کی ہے وہ بھی ویسی ہی حرام ہے جیسی خدا تعالیٰ کی حرام کی ہوئی"۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

" خدا تعالیٰ علم کو لوگوں کے دلوں سے بھلا کر دور نہ کرے گا بلکہ علماء کو ختم کر کے علم چھین لے گا' یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے لوگ ان سے مسائل دریافت کریں گے 'وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے 'اس لئے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے"۔

(ب) اور دین میں سستی (تہاون) کے اسباب میں سے ایک سبب غرض فاسد ہے جس کی خاطر لوگ جھوٹی تاویلیں کرتے ہیں 'جیسے بادشاہوں کی خوشنودی کی خاطر ان کی خواہش نفسانی پورا کرنے کے لئے لوگ کرتے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے

"جو لوگ کتاب الٰہی کے احکام کو 'جو منزل من اللہ ہے چھپاتے ہیں اور ان کے عوض کچھ قیمت لے لیتے ہیں وہ اپنے شکموں میں آگ کو کھاتے ہیں۔"

(ج) اور ان اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ لوگوں میں برائیاں پھیل جاتی ہیں اور علماء ان سے لوگوں کو باز نہیں رکھتے۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے "پس تم سے پہلی نسلوں میں سے اہل فضل 'زمین میں فساد کرنے سے منع کرنیوالے کیوں نہ ہوئے 'سوائے ان چند لوگوں کے جن کو ہم نے ان میں سے بچالیا' اور ظالم اسی چیز کے پیچھے پڑے جس میں ان کو فارغ البالی دی گئی تھی اور وہ مجرم بن گئے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو ان کے علماء نے ان کو روکا 'لیکن وہ باز نہ آئے' پس علماء بھی ان کی مجلسوں میں شریک ہونے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے تو خدا نے سب کے دل ایمانی بصیرت کی گمشدگی میں 'یکساں کر دیئے اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی 'یہ لعنت ان کی نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنے کی وجہ سے ہوئی (اردو ترجمہ حجتہ اللہ مطبوعہ نور محمد کراچی)

شاہ صاحبؒ نے دینی بے و تحقی 'مذہب بیزاری اور دینی امور میں تساہل پسندی جس سے تحریف کے سوتے پھوٹتے ہیں--- کے اسباب اور مبادی تین بیان فرمائے۔

(ا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو وراية عملاً نظرانداز کردینا۔

مضمون نگار حضرات سے گزارش

☆ مضمون کاغذ کے ایک طرف لکھیں دونوں طرف کم از کم ایک انچ خالی جگہ چھوڑیں۔

☆ دو سطروں کے درمیان ذرا فاصلہ رکھیں۔

☆ تحریر صاف اور خوشخط لکھنے کی کوشش کریں تاکہ باآسانی پڑھنا ممکن ہو سکے۔

☆ مضمون کے لئے انتخاب موضوع کے بعد موضوع سے متعلق مواد تحریر میں لائیں 'غیر ضروری باتوں سے گریز کریں۔

☆ دینی موضوعات پر لکھنے والے مستند کتب و رسائل سے مواد مہیا کریں' قرآنی آیات کی نقل میں صحت کا خاص خیال رکھیں اور احادیث کے معاملے میں بڑی احتیاط سے کام لیں۔

☆ مضمون پورا ارسال کریں' الگ الگ قسطوں کی صورت میں مکمل تحریر آنے تک قابل اشاعت نہ ہو گا۔

☆ جلسہ اور کانفرنس کی رپورٹ لکھتے وقت بلاوجہ جملوں کا تکرار نہ دہرایا جائے بلکہ تقریر کے اہم اور خاص نکات کو جمع کر دیا جائے۔

☆ خبریں بھیجنے سے پہلے مقامی مبلغ ختم نبوت سے تصدیق کروانا ضروری ہے۔

☆ مضمون بھیجتے وقت نام اور مکمل پتہ اور فون نمبر ہو تو ضرور لکھیں۔

☆ ناقابل اشاعت مضامین واپس منگوانے کے لئے ڈاک خرچ ادارہ کے ذمہ نہ ہو گا۔

مرزا قادیانی کی چند سچی باتیں

کوئی چیز چاہے کتنی ہی ناپسندیدہ اور ناگوار ہو مگر پھر بھی اس میں کوئی نہ کوئی بھلائی ضرور ہوتی ہے۔ اور نہ ہی کوئی خیر کسی نہ کسی شر سے خالی ہوتی ہے۔ ایسے ہی کوئی انسان چاہے کتنا کذاب، مفتری مکار و دجال ہو لیکن پھر بھی کبھی کوئی سچ بھی بول جاتا ہے چنانچہ ہمارے فریق مخالف جناب مرزا صاحب سو کذاب و مکار ہوں، دجال ہوں مگر پھر بھی کبھی نہ کبھی سچی بات کہہ ہی جاتے ہیں اس لئے دیانتداری کا تقاضا یہ ہے کہ آنجناب کے اس پہلو کو بھی نمایاں کیا جائے۔ صرف ان کا منفی پہلو ہی ملحوظ نہ رکھا جائے۔ چنانچہ ذیل میں اسی حق ادائی کے پیش نظر بندہ خادم جناب مرزا غلام احمد کی کچھ سچائیاں بھی پیش کرکے عدل و انصاف کا تقاضا پورا کرتا ہے۔ تاکہ اعدلوا هوا قرب للتقوىٰ کا تقاضا پورا ہو جائے اس ضمن میں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ:

○ اے اہل عرب تمہیں یہی فخر کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی حضرت آدمؑ سے شروع فرماکر اس نبی معظم ﷺ پر ختم فرمادی جو کہ تم میں سے ہوئے تمہارے ہی خطہ وطن اور علاقے سے مبعوث ہوئے۔ (آئینہ کمالات ص ۴۲۰ طبع ربوہ)

○ اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں کہ وہ ہمارے نبی معظم خاتم النبیین ﷺ کے بعد اور کوئی نبی بھیجے اور نہ ہی یہ بات اس کے لائق شان ہے کہ وہ دوبارہ سلسلہ نبوت جاری کردے، اس کے بعد کہ وہ اسے منقطع کرچکا ہے۔ (آئینہ کمالات ص ۳۷۷)

○ اللہ وہ ذات ہے کہ جو رب العالمین اور رحمان اور رحیم ہے جس نے زمین اور آسمان کو چھ دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر میں حضرت محمد ﷺ کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔ (حقیقت الوحی ۱۴۱ خزائن ص ۱۴۵ ج۔ ۲۲ یہ خزائن) یہ سب بالکل حق اور سچ لکھا ہے۔ ہم شرح صدر سے تسلیم کرتے ہیں۔

○ اے مخاطب تو مدعی نبوت بن کر خدا تعالیٰ پر جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ ہمارے نبی

مولانا عبداللطیف مسعود، ڈسکہ

کریم ﷺ کے بعد نبی بننے بنانے کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے اب فرقان حمید کے بعد کوئی کتاب نہیں ہے جو کہ تمام سابقہ کتب سے افضل ہے اور نہ ہی شریعت محمدیہ کے بعد مزید کوئی شریعت ہوگی۔ (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۲۲ خزائن ۶۸۸۔۶۸۹)

○ کیا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول الله وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ (انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ) ہرگز نہیں۔

آگے لکھا کہ پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذابؔ کا بھائی ہے اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں ایسے خبیث کو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے ص ۲۸ مرزا صاحب بالکل صحیح لکھ رہے ہیں۔

پر سچا ہے کہ اگر تمام کفار روئے زمین پر دعا کرنے کے لئے ایک طرف کھڑے ہوں اور ایک طرف میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کرے گا مگر نہ اس لئے کہ سب سے میں ہی بہتر ہوں بلکہ اس لئے کہ میں اس کے رسول ﷺ پر صدق دل سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ (یعنی سب سے آخری) (چشمہ معرفت ص ۳۲۴ خزائن ص ۳۴۰ ج۔ ۲۳)

○ فضل والے مہربان پروردگار نے ہمارے نبی کریم ﷺ کا نام بلا استثنا خاتم الانبیاء رکھا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تفسیر اپنے فرمان لا نبی بعدی میں واضح فرمادی۔ تو اگر ہم آنحضرت ﷺ کے بعد مزید کسی کے ظہور جائز قرار دے دیں تو گویا ہم نے وحی نبوت کے دروازے کو بند ہونے کے بعد دوبارہ کھل جانا جائز قرار دے دیا حالانکہ خاتم الانبیاء ﷺ کی وفات کے بعد سلسلہ وحی منقطع ہوچکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلسلہ انبیاء کو ختم کردیا۔ (حمامۃ البشری ص ۲۰ خزائن ص ۲۰۰ ج۔ ۷)

○ لوگ میرے متعلق کہتے ہیں کہ یہ شخص محمد ﷺ کو آخری نبی، اور خاتم الرسل، نہیں مانتا۔ جبکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ یہ الزام محض من گھڑت اور تحریف ہے۔ سبحان اللہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی، یہ محض جھوٹ ہے اور یہ لوگ دجال ہیں۔ (حمامۃ البشری ص ۹ خزائن ص ۱۸۵

ج۔۷) بالکل ٹھیک مرزا صاحب نے قطعاً" دعوی نبوت نہیں کیا ہوگا۔ یہ مرزائی ہی دجال ہیں۔

○ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ص ۲)

○ آیت ماکان محمد الخ کا ترجمہ یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ ازالہ اوہام ۶۱۴ دیکھئے مرزا صاحب نے کتنا صحیح ترجمہ کیا ہے۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا تمام اقتباسات بالکل صحیح اور درست ہیں ان کا قائل بالکل صادق ہے کہ آنحضور ﷺ قرآن و حدیث کے مطابق خدا کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد کسی قسم کا (ظلی بروزی وغیرہ) کوئی نبی نہیں مبعوث ہو سکتا بلکہ آپ ہی بلا استثناء آخری رسولؐ ہیں آپ کے بعد باب نبوت بالکل بند ہے اس میں کسی بھی ظلی بروزی یا غیر مستقل نبوت کی قطعاً" کوئی گنجائش نہیں جیسے سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ ان الرسالہ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول ولا نبی بالکل اس طرح مرزا صاحب نے بھی بالوضاحت اقرار کیا ہے کہ سلسلہ نبوت منقطع ہو جانے کے بعد دوبارہ شروع نہیں ہو سکتا دیکھئے حوالہ نمبر ۲ پس ہم مندرجہ بالا حوالاجات کو شرح صدر سے صحیح تسلیم کرتے ہیں اور ان کو غلط ثابت کرنے والے کو منہ مانگا انعام پیش کرتے ہیں اور مرزا صاحب کو سچی بات کہنے پر داد دیتے ہیں۔

مسئلہ حیات و نزول مسیحؑ

جناب مرزا صاحب اپنی پہلی اور بنیادی کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ:

❑ وہ قرآنی اشارہ اس آیت میں ہے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ○ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸۔۴۹۹ خزائن ص ۵۷۱ ج۔۱) بالکل سچ ہے۔

❑ فرمایا عسی ربکم ان یرحمکم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا○ خدا تعالی کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضح اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالی مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراستی کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الہی اپنی قہری تجلی سے نیست و نابود کر دے گا۔ (براہین ص ۵۰۵ خزائن ص ۵۸۰ ج۔۱)

❑ اور جو قرآن شریف کی آیتیں (جن میں سے دو اوپر ذکر ہوئیں۔ ناقل) پیشگوئی کے طور حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں۔ (براہین ص ۸۵ ج۔۵ خزائن ص ۱۱۱ ج۔۲۱)

آیات قرآن کے بعد احادیث رسول اکرم ﷺ اور حیات و نزول مسیح علیہ السلام چنانچہ جناب مرزا صاحب نہایت وضاحت سے اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ:

❑ سو واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود (عیسی بن مریم) کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریباً" تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسی بن مریمؑ ہوگا اور یہ پیشگوئی بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہے اور بالضرورت اس قدر مشترک پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ ایک مسیح موعود آنے والا ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اکثر ہر حدیث اپنی ذات میں مرتبہ احاد سے زیادہ نہیں مگر اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ جس قدر طرق متفقہ کی رو سے احادیث نبویہ اس بارہ نظریہ (حیات و نزول مسیحؑ) میں مدون ہو چکی ہیں ان سب کو یکجائی نظر سے دیکھنے سے بلاشبہ اس قدر قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ضرور آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود (وہ مسیح جس کے آنے کا وعدہ ہے) کے آنے کی خبر دی ہے اور پھر جب ہم ان احادیث کے ساتھ جو اہل سنت و جماعت کے ہاتھ میں ہیں ان احادیث کو بھی ملاتے ہیں جو دوسرے فرقے اسلام کے مثلاً" شیعہ وغیرہ ان پر بھروسہ رکھتے ہیں تو اور بھی اس تواتر کی قوت اور طاقت ثابت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ صدہا کتابیں متصوفین کی دیکھی جاتی ہیں تو وہ بھی اس کی شہادت دے رہی ہیں پھر بعد اس کے جب ہم بیرونی طور پر اہل کتاب یعنی نصاری کی کتابیں دیکھتے ہیں تو یہ خبر ان بھی ملتی ہے ..... لیکن یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی شہادت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر

سے انکار کیا جائے میں سچ سچ کہتا ہوں (بالکل ٹھیک ہے ہم بھی مانتے ہیں) کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزارہا سے کچھ کم نہیں ہوں گی ہاں یہ بات اس آدمی کو سمجھانا مشکل ہے جو اسلامی کتابوں سے بالکل بے خبر ہے۔ درحقیقت ایسے اعتراض کرنے والے (یعنی منکرین حدیث اور منکرین حیات و نزول مسیحؑ) اپنی بدقسمتی سے کچھ ایسے بے خبر ہوتے ہیں کہ انھیں یہ بصیرت حاصل ہی نہیں ہوتی کہ فلاں واقعہ کس قدر قوت اور مضبوطی کے ساتھ اپنا ثبوت رکھتا ہے۔ (شہادۃ القرآن ص ۴ طبع لاہور اور ص ۲ طبع ربوہ)

❑ دوسری جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"اب اس تمہید کے بعد یہ بھی واضح ہو کہ مسیح موعود کے بارہ میں جو احادیث میں پیشگوئی ہے وہ ایسی نہیں کہ جس کو آئمہ حدیث نے چند روایتوں کی بناء پر لکھا ہو بس بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آتی ہے گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اس قدر پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آئے تھے اور آئمہ حدیث امام بخاری وغیرہ نے اس پیشگوئی کی نسبت اگر کوئی امر اپنی کوشش سے نکالا ہے تو صرف یہی کہ جب اس کو کروڑہا مسلمانوں میں مشہور اور زبان زد پایا تو اپنے قاعدہ کے موافق مسلمانوں کے اس قولی تعامل کے لئے روایتی سند کو تلاش کر کے پیدا کیا اور روایات صحیح مرفوعہ متصلہ سے جن کا ایک ذخیرہ ان کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ اسناد کو دکھایا"۔ مرزا صاحب کی کتاب (شہادۃ القرآن)

حیات و نزول مسیحؑ اور اجماع امت

❑ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریمؑ کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔ (ازالہ اوہام خورد ص ۵۵۷ طبع لاہور خزائن ص ۴۰۰ ج۔۳)

❑ اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت (ھوالذی ارسل رسولہ) کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا۔ (چشمہ معرفت ص ۸۳ خزائن ص ۹۱ ج۔ ۲۳)

مندرجہ بالا اقتباسات سے روشن ترین طور پر ثابت ہو گیا کہ قرآن مجید کی طرح احادیث رسول اللہ ﷺ میں بھی بالا ہتمام آمد مسیح کو بیان فرمایا گیا ہے نیز ابتداء سے تمام افراد امت (عوام و خواص) کا اس پر کلی اتفاق ہے اور تمام امت اس نظریہ کو ایک عام بات کی طرح نہیں بلکہ بطور عقیدہ کے اس حقیقت کو اپنے قلب و جگر میں راسخ اور بسائے ہوتے ہیں چنانچہ یہ حقیقت مشاہد تا" بھی اور بقول مرزا صاحب بھی کتب تفسیر و حدیث، شروح حدیث، کتب و عقائد و تصوف میں برملا اور بالاہتمام مذکور ہے کتب شیعہ اور اہل کتاب بھی اس نظریہ حقہ کی مصدق اور مئوید ہیں یہ ہے وہ سچائی صداقت اور حقیقت جس کا مرزا صاحب نے واضح ترین اظہار کر کے نظریہ اسلام کی سوفیصد تائید کر دی ہے۔ لہٰذا ہم صحیح قلب سے مرزا صاحب کے اس تصدیق و تائید کے مشکور ہیں

تصدیق مزید۔ اس ذخیرہ حدیث میں مذکور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے مراد کوئی ان کا مثیل نہیں بلکہ وہی فرزند مریم بتول اور صاحب انجیل عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو رسول الی بنی اسرائیل تھے اور مبشر خاتم الانبیاء ﷺ تھے۔ جیسے کہ سطور بالا میں دو ٹوک انداز سے ثابت ہو گیا بلکہ مرزا صاحب نے اس تاویل و تحریف کا ہمیشہ کے لئے دروازہ بند کرتے ہوئے ایک ضابطہ یہ طے کر دیا کہ جس بات پر قسم کھائی جائے۔ یعنی نئے ملنا بیان کیا جائے اس میں کوئی تاویل اور استثناء نہیں چل سکتے۔

چنانچہ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاہر لا تاویل فیہ ولا استثناء والا فای فائدة فی ذکر القسم فتدبر کالمفتشین المحققین۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۱۴ حاشیہ خزائن ص ۱۹۲ ج۔۷)

ترجمہ: ذکر قسم اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ اس خبر اور اطلاع کو ظاہر ہی پر تسلیم کریں گے اس میں کوئی تاویل یا استثناء کی گنجائش نہ ہوگی۔ ورنہ ذکر قسم کا کیا فائدہ تھی لہٰذا تم ایک مفتشی اور محقق کے انداز میں اس مسئلہ میں غور و فکر کرو۔

یعنی قسم کے ساتھ کوئی خبر۔ واقعہ یا اطلاع حقیقت پر مبنی ہوئی ہے یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس سے مراد یہ یا وہ ہے۔ اب نزول مسیحؑ کی خبر جو صحیح حدیث رسول ﷺ میں مذکور ہے اور مذکور بھی اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف وغیرہ میں ہے۔ صادق و امین نبی معظم ﷺ نے فرماتے ہیں کہ:

○ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل

منکم ابن مریم (بخاری ص ۲۹۹، ص ۳۳۶، ص ۴۹۰)

○ والذی نفسی بیدہ لینزلن فیکم ابن مریم (مسلم شریف ص ۸۷ ج ۱)

○ والذی نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم (فج الروحاء حاجا" او معتمرا ص ۴۰۸ ج ۲)

○ والذی نفسی بیدہ لقتلہ بن مریم بباب لد (مسند حمیدی ص ۳۶۵ ج ۲، حدیث ۸۲۸)

یہ چار احادیث [illegible] اصدق الخلق ﷺ نے آمد مسیح کو حلفاً" بیان فرمایا ہے گویا اس خبر پر ایک نہیں چار قسمیں کھائی گئی ہیں اور قسم بھی اس ذات اقدس کی ہے جو بلا قسم بھی تمام مخلوقات سے زیادہ راستباز اور سچے ہیں لہٰذا اس خبر اور پیشگوئی میں کوئی کیسے کہہ سکتا ہے کہ مسیح سے مراد اس کا مثیل ہے۔ آمد سے مراد یہ ہے رفع یا نزول سے مراد یہ ہے۔ قتل خنزیر کسر صلیب وغیرہ سے مراد یہ ہے یا وہ ہے۔ جب ایک قسم والی خبر میں یہ ایچ پیچ نہیں چل سکتا تو چار قسموں والی خبر میں یہ ڈھکوسلے کیسے چل سکیں گے۔ لہٰذا از روئے قرآن و حدیث، اجماع امت اور بقول مرزا صاحب اہل اسلام کا نظریہ کہ آنے والے وہی مسیح ہیں جو کہ فرزند مریم صدیقہ اور صاحب انجیل تھے دوسرا کوئی مرد ممکن نہیں ورنہ قسم کھا کر بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر امت کا ہر فرد جو یہ عقیدہ رکھتا ہے وہ ہر کتاب میں مذکور ہے کہ وہ اسی اصلی انداز سے آمد مراد کا مصداق ہے آج تک کسی ایک فرد نے بھی اس کو تاویلی اور مثیلی انداز میں تسلیم نہیں کیا۔ لہٰذا ہمارا عقیدہ سوفیصد برحق ثابت ہوا اور منکرین (قادیانی یا دیگر ملحدین) کا عقیدہ باطل ہوا۔

واسطہ وحی الٰہی

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

* اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم بذریعہ جبرائیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔ (ازالہ اوہام)

* کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دینی جبرائیل کے ذریعے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۵۸۳ طبع لاہور)

* اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے فتدبر۔ (ازالہ اوہام ص ۵۸۳ طبع لاہور)

* اور رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لئے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے جو وہ بواسطہ جبرائیل علیہ السلام کے اور بذریعہ نزول آیات ربانی اور کلام رحمانی کے سکھلائی جاتی ہیں (ص ۵۸۳)

فائدہ : مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہو گیا کہ انبیاء و رسلؑ پر وحی صرف بواسطہ جبرائیل نازل ہوتی ہے۔ اور کوئی بھی ذریعہ نہیں ہوتا

صفحہ ۲ اب وحی نبوت پر مکمل طور پر مہر لگ چکی ہے یعنی رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہے

صفحہ ۳ یہ امر محال ہے کہ جبرائیل امین دوبارہ وحی رسالت لانا شروع کر دیں

صفحہ ۴ اب کوئی کلام ربانی اگرچہ وہ قرآن سے توارد ہی رکھتا ہو نازل نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا اب قادیانی جو مرزا صاحب کا کلام مشتمل پر آیات قرآنی جمع کئے بیٹھے ہیں وہ سب من جانب اللہ نہیں ہے بلکہ محض من گھڑت ہے کیونکہ بقول مرزا صاحب ایسے کلام کا نزول اب محال ہے باقی رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور امت کی تعلیم و تربیت کے ذرائع، تو ان کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سب کچھ سکھا دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ویعلمهم الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل یعنی اللہ تعالیٰ نے مسیح کتاب و سنت کی تعلیم دے دی اور توراۃ و انجیل کی بھی (آل عمران ۴۸)

پہلی تعلیم امت آخر الزمان کے لئے اور توراۃ و انجیل کی تعلیم اصلاح یہود کے لئے

اس طرح اللہ تعالیٰ روز حشر آپ کو بطور احسان جتلائیں گے کہ واذ علمتك الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل (المائدہ ۱۱۰)

"اور یاد کیجئے جبکہ میں نے تمہیں کتاب و حکمت اور توراۃ و انجیل کی تعلیم دی تھی۔"

اور ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کسی کو کسی منصب پر فائز کرے گا اس کے متعلق تمام ضروریات پہلے ضرور فراہم فرما دے گا ورنہ تکلیف مالا یطاق لازم آئے گی جو کہ اللہ کریم کی شان کے شایاں نہیں اسی لئے حضرت آدم کو جب خلافت کے منصب پر فائز فرمانا تھا تو اس سے قبل آپ کو تمام متعلقہ علوم و معارف سے روشناس کرا دیا گیا۔ ایسے ہی والذی قدر فھدی کے تحت تکوینی طور پر ہر فرد مخلوق کو اس کی ضروریات حیاۃ کا حصول اس کی فطرت میں ودیعت کر دیا جاتا ہے ایسے ہی جب رب کریم کو حضرت مسیح کو امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے بھیجنا منظور تھا تو اس کے متعلقہ تمام ضروریات (علوم قرآن و سنت) بھی ان کو تعلیم فرما دی گئیں لہٰذا اس قادیانی اشکال کی کوئی وقعت نہیں کہ ان پر دوبارہ وحی آئے گی یا وہ نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے۔ یہ سب قادیانی ڈھکوسلے ہیں، وہ احکام شرع کہاں سے اور کیسے اخذ کریں گے۔

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمایئے کہ مرزا صاحب نے ایک سچا اور صحیح ضابطہ بتا دیا۔ کہ تاریخ رسالت میں وحی و اعلام صرف بواسطہ جبرائیلؑ ہی چلتا آرہا ہے۔ دیگر کوئی فرشتہ اس سے متعلق نہیں فرمایا گیا۔ تو جب جبرائیلؑ تا قیامت اس منصب سے موقوف کر دیئے گئے ہیں تو آپؐ کے بعد دیگر کسی بھی فرد کا ادعائے نبوت بھی باطل ٹھہرا۔

باقی آئندہ

کیا قادیانی ثبوت دے سکتے ہیں؟

قادیانی فریب کا پردہ چاک ہوتا ہے

اس مضمون میں مرزا صاحب کا ظلی' بروزی' مجازی تصور نبوت ازروئے قرآن باطل ثابت کیا گیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے عملی طور پر ختم نبوت کے بارے میں مسلمہ کذاب جو آنجناب ﷺ کی نبوت کی تصدیق بھی کرتا تھا اور اذان میں بھی رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا اعلان کرتا تھا کذاب فرما کر امت کو ہمیشہ کے لئے جھوٹے نبیوں کے فریب سے آزاد کرا دیا۔ مگر جہالت اور دین سے غفلت نے مسلمانان ہند کو انگریزوں کے خود کاشتہ پودے کے جال میں پھنسا دیا جس میں اتنی بھی اخلاقی جرات نہیں کہ بہائی مذہب کی طرح اپنی کتابوں سے اپنا مذہب بھی پیش کرے۔ ان کی مذہبی کتب کی عملی حیثیت یہ ہے کہ خود مرزائی حضرات اپنے مذہب سے برگشتہ نظر آتے ہیں۔ چہ جائیکہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو اپنی طرف راغب کریں۔ دراصل اس مذہب کے اکابرین نے تاویل کا لبادہ اوڑھ کر اور قرآن و حدیث کا مزعومہ داعی بن کے اپنی معاش اور جس نے اس مذہب کو کاشت کیا ہے اس کے مفادات کا تحفظ کیا ہے لہٰذا ہم ان کے فریب کو بے نقاب کرنے کے لئے آپ سے مخاطب ہیں۔

مرزائی حضرات جانتے ہیں کہ مرزا صاحب کا انتقال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا تھا مگر اس حقیقت سے انجان ہیں کہ مرزا غلام احمد نے اپنے انتقال سے گیارہ دن پہلے چھپنے والی اپنی کتاب چشمہ معرفت میں عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں اس امر کو تسلیم کرلیا کہ ازروائے قرآن محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور آنحضرت ﷺ کے بعد دعوی نبوت کفر ہے اب کوئی اصلی نبی نہیں آسکتا مرزا صاحب نے اپنے ظلی نبی ہونے کی بنیاد قرآن کو نہیں بلکہ اپنی مزعومہ وحی کو قرار دیا۔ لہٰذا جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس کے لئے آخری وحی جلی صرف قرآن ہے اور جب قرآن ہی آنجناب ؑ کو آخری نبی قرار دیدے پھر کوئی شخص اپنی مزعومہ وحی کی بنیاد پر کسی تاویل کی بنیاد پر دعوی نبوت کرے اس کو نبی ماننے والا اسلام سے خارج ہے۔ مرزائی مبلغین مسلمانوں کو اجراء نبوت ازروئے قرآن کا فریب دیتے ہیں۔ اس لئے ہم مرزا صاحب کی تحریروں سے اس فریب کا پردہ چاک کرتے ہیں جو مسلمانوں کے لئے ایمان کی مضبوطی اور مرزائیوں کے لئے توبہ کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

"ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولی آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعوی کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے ..... خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا"۔ (چشمہ معرفت ص ۳۲۰)

گھر کا گواہ:

قاضی محمد نذیر لائل پوری' سابق پرنسپل' جامعہ احمدیہ ربوہ فرماتے ہیں 'مگر جماعت احمدیہ بانی سلسلہ احمدیہ کو علی الاطلاق غیر تشریعی نبی قرار نہیں دیتی اور نہ علی الاطلاق غیر تشریعی نبوت کا سلسلہ جاری مانتی ہے بلکہ وہ تشریعی نبوت کے ساتھ غیر تشریعی مستقلہ نبوت کو بھی آیت خاتم النبیین کی رو سے منقطع سمجھتی ہے اور صرف امتی نبوت کو جو غیر تشریعی نبوت کی ایک جدید قسم ہے آنحضرت ﷺ کی پیروی کا ایک فیض یقین کرتی ہے۔ (کتاب تبصرہ بجواب احمدیہ ص ۲۵۶)

مرزا صاحب کے اس واضح بیان سے ثابت ہوگیا کہ جس نبوت کا اجراء حضرت آدم علیہ السلام سے بنی آدم کی ہدایت کے لئے شروع ہوا تھا وہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ پر آکر بند ہوگیا اور قرآن کی وہ تمام آیات جن میں حضرت آدم علیہ السلام سے اجراء نبوت کا ذکر ہے وہ تمام آیات رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہونے کی بنیاد پر محدود ہوگئیں اب کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے بعد قرآن کی ان آیات جن میں صیغہ مضارع یا مستقبل کا مذکور ہوا ہے تشریعی یا غیر تشریعی علی الاطلاق نبوت کا دعوی کرے گا اسلام سے خارج ہوجائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیات جو مضارع یا مستقبل صیغوں پر مبنی ہیں۔ آیت ختم النبیین سے مشروع ہو کر محدود ہوگئیں۔

مرزا صاحب کی ظلی نبوت قرآن سے نہیں:

مرزا صاحب فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ کی وحی مجھ پر بارش کی طرح نازل ہوئی تو اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی"۔ (کتاب حقیقت الوحی ۱۹۰۶ء)

گھر کا گواہ:

خلیفہ قادیان ثانی مرزا بشیر الدین محمود فرماتے ہیں "دعویٰ مسیحیت کی بابت بھی تبدیلی جبراً" بذریعہ وحی ہوئی اور نبوت کے متعلق بھی سابقہ عقیدہ میں جبراً" وحی نے تبدیلی کرائی"۔ (اخبار الفضل مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۳۱ء خطبہ جمعہ صفحہ ۴ کالم ۳ بحوالہ عقیدۃ الامت صفحہ ۲۴)

ظلی نبی کا نام قرآن نے نہیں مرزا صاحب نے رکھا:

مرزا صاحب فرماتے ہیں "ایسا شخص جو کو بکثرت ایسی پیش گوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنی اس قدر کہ اس کے زمانے میں اس کی نظیر نہ ہو اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں"۔ (کتاب چشمہ معرفت ص ۱۸۹۔ ۱۹۰۸ء)

ایک مرزائی کا خود ساختہ فلسفہ:

مرزا صاحب کی مزعومہ تیسری ظلی نبوت

" نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے۔ یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے۔ اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں...... اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی رہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا۔ جو خاتم النبیین پر ہے ......پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا۔ پھر سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا"۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء ص ۵۔۶)

مزعومہ تیسری ظلی نبوت:

- فنافی الرسول
- ظلی طور پر نبوت محمدی کی چادر پہنایا جانا
- تمام مغائرت کے پردے اٹھایا جانا
- دعویٰ نبوت
- ظلی طور پر محمد اور احمد نام پانا

کس قدر ظلم اور ستم ہے کہ مرزائی ائمہ، مبلغین اور عوام جن نئے مطالب اور معنی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں انہیں ان کے اصل مبدی یعنی مرزا صاحب کی وحی کی طرف نسبت کرنے کی بجائے اپنی من گھڑت مرادات کو قرآن و سنت کے ذمہ لگا رہے ہیں حالانکہ جس معنی میں پچھلے نبیوں کی نبوت تھی خواہ تشریعی ہو خواہ غیر تشریعی اس معنی اور مفہوم کو مرزا غلام احمد بھی آنحضرتؐ پر ختم سمجھتے ہیں اور اپنی نبوت کو ایک نئی اصطلاح قرار دیتے ہیں تو ان حضرات پر لازم تھا کہ مرزا صاحب کے دعویٰ کے مطابق اس نئی قسم کی نبوت پر کوئی ایک آیت پیش کرتے جس میں:

۱۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے پیدا ہونے یا مبعوث ہونے کی خبر ہوتی کیونکہ بحث مطلق نبوت میں نہیں بلکہ نبوت بعد آنحضرت ﷺ میں ہے۔

۲۔ اس میں صرف غیر تشریعی نبوت کے اجراء کا بیان ہوتا اور تشریعی نبوت کے اجراء کا احتمال تک نہ ہوتا کیونکہ نبوت کی اس قسم کے ختم ہونے کے مرزائی بقول خود قائل ہیں۔

۳۔ اس میں مطلق غیر تشریعی نبوت کے اجراء کا بیان بھی نہ ہوتا بلکہ وہ غیر تشریعی نبوت ظلی یا انعکاسی حیثیت میں مذکور ہوتی کیونکہ مستقل غیر تشریعی نبوت کے اجراء کے مرزائی خود بھی تو قائل نہیں۔

○

کیا ربوہ ریاست کے اندر ریاست ہے؟

کوئٹہ (پریس ریلیز) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ترجمان مولانا محمد علی صدیقی نے ایک بیان میں کہا کہ قادیانیوں نے پاکستان میں اپنی علیحدہ اسٹیٹ قائم کی ہوئی ہے ربوہ کے قادیانیوں کا بیان اس کی تائید اور عکاسی کرتا ہے ریاست کے اندر ریاست قائم ہے انہوں نے کہا کہ نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیمیں جو یہودیوں کے سرمایہ کے بل بوتے پر چل رہی ہیں انہوں نے کبھی ربوہ کے مظلوم قادیانیوں کے حالات کار کا جائزہ نہیں لیا حد تو یہ ہے کہ ربوہ کے قادیانی لڑائی جھگڑے، چوری وغیرہ کی رپورٹ تھانے میں درج نہیں کراتے۔ اگر ربوہ کے قادیانیوں کو ان کے مکانوں کے مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں تو نوے فیصد قادیانی دعوت حق قبول کرکے شافع محشر خاتم الانبیا محمد رسول اللہؐ کی شفاعت کے حقدار بن جائیں۔ انہوں نے کہا کہ جب بھی قادیانی گروہ میں جبرو استبداد سے جکڑے ہوئے لوگ حق کی آواز بلند کرتے ہیں تو اس وقت مرزا طاہر کی پیشگوئی کا شوشہ چھوڑ دیتا ہے اس طرح اپنا اقتدار قائم رکھتا ہے لیکن بیسویں صدی کے اختتام پر قادیانیت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔

اقبال احمد صدیقی

حضرت شاہ ولی اللہؒ اور علم وحکمت کا فیضان

شاہکار تصنیف' سیرۃ النبیؐ کے فاضل مصنف علامہ شبلی نعمانی رحمتہ اللہ عنہ نے اپنی کتاب "علم الکلام" میں مسلمانوں میں علم الکلام کی نشوونما اور ارتقاء پر بحث کرتے ہوئے جہاں امام غزالیؒ' امام رازی' ابن رشد اور امام ابن تیمیہؒ کا ذکر کیا ہے وہاں وہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"امام ابن تیمیہؒ اور ابن رشد کے بعد بلکہ خود ان ہی کے زمانے میں مسلمانوں میں جو عقلی تنزل شروع ہوا' اس کے سبب یہ امید نہیں رہی تھی کہ پھر کوئی صاحب دل اور دماغ پیدا ہوگا۔ لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشا دکھلانا تھا کہ اخیر زمانے میں جبکہ اسلام کا نفس نازک آگیں تھا' شاہ ولی اللہؒ جیسا صاحب علم و نظر شخص پیدا ہوگیا۔ جس کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالیؒ' رازیؒ' ابن رشد کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے۔"

(بحوالہ ارمغان شاہ ولی اللہ' مطبوعہ ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور)

شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ جو گیارہویں صدی ہجری کے بعد کے بزرگان دین اور اکابر علماء میں ایک مقام خاص رکھتے ہیں' ۱۱۴۳ھ میں انہوں نے حرم شریف مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا مبارک سفر بھی کیا۔ اپنے رسالے "حسن العقیدہ" میں وجود باری تعالیٰ اور توحید مطلق کے نفس مضمون پر اپنی فکر انگیز توضیحات اور بصیرت افروز تصریحات کو یوں قلمبند فرماتے ہیں (واضح رہے کہ ذیل میں یہ اس محاکہ کا ایک مختصر سا اقتباس ہے' جس کا ایک ایک لفظ' ایک ایک حرف' ایک ایک نقطہ حتیٰ کہ توسین بھی معنی آفریں اور مسئلہ توحید کی تفہیم و توجیہہ کے اعتبار سے تنوع اور چشم کشا ہیں' ایمان افروز ہیں)۔ اس میں رب ذوالجلال کی حمد و ثناء بھی ہے اور خالق و مالک ارض و سموات اللہ وحدہ لاشریک کے اوصاف جلیل کے کمالات بھی۔

افادات عالیہ:

اب حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے افادات عالیہ کا ایک نوشتہ پڑھئے:

شاہ صاحب کمال ظرف نگاہی اور اپنی معجزبیانی کے ساتھ فرماتے ہیں:

"اس عالم کا ایک مانع ہے' جو قدیم ہے' زندہ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اپنے وجود میں واجب اور اس کا عدم ممتنع ہے۔ وہ بزاو برتر' کمال کی تمام تر صفات سے متصف اور نقص و زوال کی سب علامتوں سے پاک ہے وہ ساری مخلوقات کا خالق' تمام معلومات کا عالم' سب ممکنات پر قدرت رکھنے والا اور تمام کائنات کے لئے ارادہ کرنے والا ہے۔ وہ زندہ ہے' سننے والا ہے اور دیکھنے والا ہے۔ نہ اس کے کوئی مشابہ ہے نہ کوئی اس کا ثانی ہوا' نہ کوئی اس کی ضد اور اس جیسا ہے۔ اور نہ کوئی وجود میں واجب ہونے' عبادت کا مستحق ہونے اور خلق اور تدبیر میں اس کا شریک ہے۔"

عبادت: "یعنی آخری حد کی تعظیم کا اس کے سوا اور کوئی مستحق نہیں۔ اس کے سوا نہ کوئی مریض کو شفا دیتا ہے نہ کوئی رزق دیتا ہے اور نہ تکلیف دور کرتا ہے اور یہ اس معنی میں کہ جب وہ کسی چیز کو کہتا ہے ہو جا' تو وہ ہو جاتی ہے نہ کہ ظاہری دعاوی کے سبب کے معنی ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ طبیب نے مریض کو شفا دی اور امیر نے فوج کو رزق دیا۔ چنانچہ یہ اس سے ایک الگ چیز ہے۔ نہ کوئی اس کا مددگار ہے' نہ وہ کسی اور میں حلول کرتا ہے اور نہ وہ کسی اور سے متحد ہوتا ہے۔ اس کی ذات کے ساتھ کوئی حادث یعنی زوال پذیر چیز قائم نہیں اور نہ اس کی صفات میں حدوث و زوال ہے...... وہ ہر جہت سے حدوث و تجدد سے پاک ہے نہ وہ جوہر ہے نہ عرض اور نہ جسم' وہ کسی مکان میں نہیں اور نہ کسی جہت میں۔ اس کی طرف اشارہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ یہاں ہے یا وہاں ہے۔ نہ اس کی طرف حرکت' نقل و انتقال' نہ اس کی ذات و صفات میں تغیر و تبدل اور جہاں جہل و کذب منسوب کرنا ممکن ہو۔"

عرش معلیٰ: ہاں وہ عرش کے اوپر ہے' (یہ اشارہ ہے قرآن مجید کی اس آیت کی طرف...... الرحمٰن علی العرش استویٰ۔

"جیسا کہ خود اس نے اپنے بارے میں بیان کیا ہے' لیکن اس کا عرش کے اوپر ہونا' کسی مکان یا کسی جہت میں ہونے کے معنی میں نہیں۔ اس کے عرش کے اوپر ہونے یا عرش پر استویٰ کی حقیقت یا کنہ یا تو خود اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا وہ راسخین فی العلم جنہیں' اس نے (اللہ جل جلالہ نے) اپنے پاس سے علم عطا کیا ہے۔"

مزید یہ کہ اللہ کے سوا کوئی فیصلہ کرنے والا اور حکم دینے والا نہیں۔ اشیاء کے حسن و قبح کے تعین اور افعال کے موجب ثواب و عذاب ہونے کے

بارے میں عقل کے ہاتھ میں فیصلہ نہیں۔ در حقیقت اشیاء کا حسن و قبح اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور حکم اور اس کی طرف سے لوگوں کو ان اشیاء کا مکلف بنانے پر ہے پس ان میں سے بعض اشیاء ایسی ہوتی ہیں کہ عقل ان کے حسن و قبح کی وجہ مصلحت اور ان کی ثواب و عذاب سے مناسبت پالیتی ہے۔ اور بعض ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے حسن و قبح اور موجب ثواب و عذاب کا علم پیغمبروں کے ذریعہ ہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے بارے میں خبر دیتے ہیں۔

حکمت و معرفت کا خزینہ قرآن : ہم مسلمانوں کے لئے اس علمی نکتہ کی سب سے زیادہ قابل فہم مثال اللہ بزرگ و برتر کے محبوب پیغمبر خاتم النبیین احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نزول قرآن کی ہے کہ جو اسرار الٰہی اور حکمت و معرفت کا خزینہ ہے اور اس کے اجزائے مقدس حسب موقع اللہ رب العالمین کی جانب سے فرشتہ خاص جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر وارد ہوتے رہے۔ گویا رب کائنات بااختیار ہے جب اس کی رضا ہوئی ہم کلامی کا شرف عطا کیا۔ اپنے انبیاء و رسلین اور نیک پاک بندوں کو رشد و ہدایت سے نوازا۔ یہی نفس مضمون ایک اور بیش بہا حوالے سے درج ذیل ہے:

"قرآن' اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اسے بذریعہ وحی اتارا ہے اور جیسا کہ قرآن مجید میں ہے (مفہوم) کسی آدمی کے لئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے بات کرے مگر الہام (کے ذریعے) یا پردے کے پیچھے یا اس کی طرف رسول بھیجے جو اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے اسے وحی پہنچائے۔" یہ ہے وحی کی حقیقت۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات میں الحاد جائز نہیں اور شرع نے اسمائے حسنہ اور صفات الٰہی کی جو حدود مقرر کی ہیں ان پر رک جانا چاہئے۔

ذلک الکتب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب۔

"اس کتاب میں کچھ شک نہیں۔ راہ بتاتی ہے ڈر والوں کو جو یقین کرتے ہیں بن دیکھا۔" (البقرہ)

یہ ناچیز مضمون نگار اللہ سبحانہ تعالیٰ کی عطا کردہ علمی استعداد سے مذکورہ بالا نکات کو مرتب کرتے ہوئے اپنے ایمان کو محکم پا رہا ہے کہ بلاشبہ اللہ رب العالمین ہمارے معبود برحق نے جو کچھ اور جہاں جہاں' جس انداز سے فرمایا وہ مکمل مجسم سچ ہے' صدق اللہ العظیم۔

صداقتوں کا سرچشمہ : قرآن کریم اول تا آخر' کتاب حکمت و آگہی اور توحید باری تعالیٰ کی ابدی صداقتوں کا سرچشمہ ہے اور اسی کے ذریعے ہم نے اللہ رب العالمین کی ذات وحدہ لاشریک' اس کے قادر مطلق ہونے اور فخر موجودات سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت صادقہ اور منصب رسالت آخرین کو وسیلہ رشد و ہدایت کے طور پر اول و آخر سمجھا ہے۔ ایمان بالغیب کے طور پر قبول کیا ہے۔ یہی وجہ ہے جو بنائے تخلیق کائنات اور غایت نسل بنی آدم ہے کہ اس حقیقت ثابتہ سے برگشتہ ہو کر یا اپنی کج فہمی اور سرکشی کے باعث تاریخ انسانی کی کتنی ہی اقوام' تہذیبیں اور نسلیں معدوم بلکہ نیست و نابود ہو گئیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی شہرہ آفاق تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" کے پیش لفظ میں "اسرار دین" اور "رموز معرفت" جیسے دقیق نکات کے تناظر میں گفتگو کرتے ہوئے صراحت کرتے ہیں:

> قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسے بذریعہ وحی اتارا

"فنون حدیث میں سب سے دقیق' کامل اجمل اور روشن تر' علاوہ ازیں علوم شرعیہ' میں سب سے مقدم اور اعلیٰ و افضل علم' اسرار دین کا علم ہے جو شرعی احکام کی حکمتوں' ان کے مضمرات اور ان کے خواص و اعمال کے اسرار اور ان کے نکتوں سے بحث کرتا ہے۔ خدا کی قسم یہ علم تمام علوم سے بڑھ کر اس امر کا مستحق ہے کہ جیسے یہ استطاعت ہو' ممکن ہو' وہ اپنا سب قیمتی وقت اس میں صرف کرے اور اس پر جو عبادات و طاعات فرض ہیں' ان کے بعد اس علم کو اپنی آخرت کے لئے زاد راہ بنائے۔ بات یہ ہے کہ اس علم کے ذریعہ انسان کو جن امور کے ساتھ شریعت آئی ہے ان پر بصیرت حاصل ہو جاتی ہے اور احادیث و اخبار سے اس کا ' تعلق ہو جاتا ہے جیسے عروض جاننے والے کا دواوین اشعار سے' یا منطق طلباء کا حکماء کے دلائل و براہین سے' یا ماہرین نحو کا فصحائے عرب کے کلام سے یا اصول فقہ کا ماہر کا فقہائے کرام کی تفریعات سے۔"

یہ علم و حکمت ہی کا فیضان ہے کہ شاہ ولی اللہؒ کے افکار و اذکار میں گوناگوں ایسے پیچیدہ اور عمیق امور کی شرح و تعدیل ملتی ہے کہ عام حالات میں ان کی اپنی واضح عقدہ کشائی ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ شاہ صاحبؒ نے اپنی تصنیف "البدور البازغہ" میں طبائع انسانی اور نظام بشریت میں اللہ تعالیٰ کی حکمت آفرینی' خشوع و خضوع سے کی جانے والی عبادات کی قبولیت اور عرش الٰہی سے ہونے والے باران رحمت کا ذکر کرتے ہوئے بندگان خدا کو مشورہ دیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو' اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ عبادت کا یہی تصور "حجۃ اللہ البالغہ" میں پیش کیا گیا ہے۔

"اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

پروفیسر ڈاکٹر ولی محمد

اُمّت مسلمہ پر تا قیامت فرضیّت جہاد

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کشمیر میں خصوصاً اور تمام دنیا میں عموماً کہیں ابھی شرعی جہاد نہیں ہو رہا' ان کا یہ خیال باطل اور جہاد شرعی سے ناواقفیت یا تجاہل عارفانہ پر مبنی ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا مبارک ارشاد ہے:

"یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا' اس دین حق پر مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک قتال کرتی رہے گی۔" (صحیح مسلم ص ۱۴۳ ج ۲)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"یعنی جہاد میری بعثت سے جاری ہے یہاں تک کہ میری امت کے آخری لوگ دجال سے لڑیں گے۔" (ابو داؤد ص ۳۵۰ ج ۱)

ایک اور حدیث شریف میں مبارک فرمان ہے:

"میری امت میں سے ایک جماعت حق پر لڑتی رہے گی اپنے مقابل پر ہمیشہ (قیمتاً) غالب رہیں گے حتیٰ کہ ان کے آخری لوگ مسیح دجال سے لڑیں گے۔" (ابو داؤد ص ۳۴۳' ج ۱)

امام مسلم رحمتہ اللہ نے جہاد کے ہمیشہ جاری رہنے پر پورا باب باندھا ہے' حوالہ درکار ہو تو دیکھیں صحیح مسلم ص ۱۴۳ ج ۲ اور جہاد ہند کے لئے تو کتب حدیث میں خصوصی فضائل و بشارتیں مذکور ہیں' جیسا کہ نسائی شریف ص ۶۳ ج ۲ میں غزوۃ الہند کے عنوان کے تحت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی بہت سی احادیث منقول ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

"میری امت میں سے دو جماعتوں کی اللہ تعالیٰ نے نجات لکھ دی ہے' ایک وہ جماعت ہے جو ہندوستان سے جہاد کرے گی' اور ایک وہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔"

اب اگر مجاہدین کی کارروائیوں کو شرعی جہاد نہ مانا جائے تو نعوذ باللہ مذکورہ احادیث کو جھٹلانا لازم آئے گا' کیونکہ وہ عصابہ و طائفہ جس کا ثبوت قطعی احادیث سے ہے ہمارے زمانے میں مجاہدین کے علاوہ کوئی نہیں اور احادیث کو جھٹلانا خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو جھٹلانا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو جھٹلانا' جہاد کو نہ ماننا اور حیلے بہانے بنا کر جہاد سے بھاگنا مرزائی قادیانی دجالوں اور منافقوں کا کام ہے۔ جیسا کہ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۷ میں ہے' اور کہا گیا "ان سے لڑو اللہ کی راہ میں یا دفع کرو دشمن کو' بولے اگر ہم کو معلوم ہو لڑائی تو البتہ تمہارے ساتھ رہیں۔" آگے اللہ کا ان پر تبصرہ یہ ہے:

"وہ لوگ کفر کے قریب ہیں' نسبت ایمان کے۔" یہ تو ہوا منافقین کا حال لیکن ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کی یہ نصیحت "اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جو کہ کافر ہیں' اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو جبکہ وہ لوگ کسی سرزمین پر سفر کرتے ہیں' یا وہ لوگ غازی بنتے ہیں اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ان کے دلوں میں موجب حسرت کردے' اور مارتا جلاتا تو اللہ ہی ہے' اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں' اور اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ مر جاؤ (یعنی اللہ کے راستہ میں نکلنے کے بعد خواہ دشمن کے مقابلے میں مارے جاؤ یا اپنی طبعی موت مر جاؤ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ تفصیل کے لئے دیکھیں بخاری شریف ص ۳۹۲ ج ۱' باب فضل من یصرع فی سبیل اللہ' کتاب الجہاد) تو (دونوں صورتوں میں) ضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت و رحمت ان چیزوں سے بہتر ہے جن کو یہ جمع کر رہے ہیں اور اگر تم مرگئے یا مارے گئے بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔"

> "یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا' اس دین حق پر مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک قتال کرتی رہے گی۔"

ایک حدیث شریف میں ہے:

جس شخص نے نہ جہاد کیا نہ کوئی غازی تیار کیا اور نہ کسی غازی کے اہل و عیال کی خیر کے ساتھ دیکھ بھال کی تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے پہلے کسی زبردست حادثہ سے دوچار کریں گے۔ (ابن ماجہ ص ۱۹۸ کتاب الجہاد)

ایک دوسری حدیث میں ہے' جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ جہاد کیا اور نہ جہاد میں شرکت کی خواہش کی وہ نفاق کے شعبہ پہ مرا۔ (نسائی کتاب الجہاد ص ۵۳ ج ۲)

ایک حدیث میں ہے' عنقریب مشرق کی طرف سے کچھ لوگ اٹھیں گے جن کا نعرہ ہوگا نہ آج کل جہاد ہے' نہ رباط' یہی لوگ جہنم کا ایندھن ہیں۔ (کنز

العمال کتاب الجہاد ص۳۲۸ ج ۲)

ایک حدیث میں ہے 'جس نے اللہ کے راستہ میں غازی تیار کیا تو اسے غازی جتنا اجر ملے گا اور غازی کا اجر بھی کم نہ ہو گا۔ (ابن ماجہ ص۱۹۸) اور ایک حدیث ہے 'جس نے اللہ کے راستہ میں غازی تیار کیا اس نے جہاد کیا۔ (بخاری ص۳۹۹ ج ۱) ایک حدیث میں ہے 'جو خیر کی طرف رہنمائی کرے اسے کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔ (مشکوۃ ص ۳۲) ایک حدیث میں ہے 'میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی ہو۔ (زاد الطالبین) ایک حدیث میں ہے ' رکھے اللہ تعالیٰ اس بندے کو جس نے میری حدیث سنی ' اسے یاد کیا اور محفوظ کیا اور آگے پہنچا دیا۔ (مشکوۃ ص ۳۵)

اب جبکہ دلائل قطعیہ کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو چکی کہ جہاد قیامت تک اور ہمیشہ کے لئے جاری رہنے والا عمل ہے اور ہر زمانے میں کوئی ایک عصابہ اور جماعت اسے زندہ رکھے گی ' یہ عمل جب تک شریعت مطہرہ مصطفویہ موجود ہے باقی رہے گا تو ضروری ہوا کہ ہم جہاد کے متعلق معلومات کریں۔

جہاد عربی لفظ جہد سے متعلق ہے 'اور اصطلاح شرع میں کفار کے ساتھ لڑنے میں اپنی پوری طاقت کو استعمال کرنے کا نام جہاد ہے۔ (فتح الباری ' مرقاۃ المفاتیح)

مشروعیت جہاد کے لئے سب سے پہلے آیت " اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا " نازل ہوئی۔ (نسائی ص۱۵ ج ۲ کتاب الجہاد)

علامہ عینی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں: اولا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین و کفار کے تکلیف پہنچانے پر صبر و اعراض کا حکم تھا یعنی خاموشی سے تبلیغ کرتے رہیں اور تکالیف دینے والوں سے معافی و درگزری کا معاملہ رکھیں۔

پھر کچھ عرصہ بعد دوسرا حکم نازل ہوا " 'اب کفار کے ساتھ احسن طریقہ سے بحث و مباحثہ اور مجادلہ بھی کر سکتے ہیں۔ " (النحل:۱۲۵)

پھر کچھ وقت گزرنے کے بعد یہ حکم ملا کہ جو نافرمان پہلے دو طریقوں سے باز نہ آئیں اور آپ کے ساتھ لڑیں تو آپ بھی ان سے لڑیں اور جواب ترکی بترکی دیں۔ (البقرۃ:۱۹۱)

اس میں صرف دفاعی جنگ کی اجازت ہوئی تھی ' ابھی تک اقدامی جنگ اور جہاد کی مشروعیت نہیں ہوئی تھی۔

اب ان تین احکامات کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کے متعلق ایک جامع محکم فیصلہ کن اور آخری حکم یہ نازل ہوا کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ ان سے لڑو 'اور یہ کہ ان مشرکوں سے سب کے سب لڑنا جیسے یہ تم سب سے لڑتے ہیں۔ (التوبہ:۵)

اس مضمون کو حافظ ابن کثیر ' حافظ ابن تیمیہ ' شمس الائمہ سرخسی وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔

اور مفتی تقی مدظلہ العالی نے تکملہ فتح الملہم جلد ثالث کتاب الجہاد میں اس کی مکمل تفصیل کو بڑے واضح انداز میں جمع کر دیا ہے۔

اب ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چند آیات قرآنی متعلقہ جہاد نقل کرتے ہیں ' جن میں جہاد کی مشروعیت و فرضیت ' مصالح و منافع ' مجاہدین کے فضائل اور ان کو تسلی اور جہاد سے پیچھے رہنے والوں اور اس میں سستی کرنے والوں کے لئے وعیدیں مذکور ہیں۔

مشروعیت و فرضیت

" اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیرہ۔ " (سورۃ حج:۳۹)

اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں:

"اب تک مصالح کفار سے لڑنے کی ممانعت تھی لیکن اب لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دے دی گئی جس سے کافروں کی طرف سے لڑائی کی جاتی ہے ' اس وجہ سے کہ ان پر بہت ظلم کیا گیا ہے۔ یہ علت ہے مشروعیت جہاد کی اور اس حالت اذن میں مسلمانوں کی قلت اور کافروں کی کثرت پر نظر نہ کرنا چاہئے کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ " (بیان القرآن ص ۲۴ ج ۵ مطبوعہ میر محمد کراچی)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہجرت سے قبل اگرچہ بعض مصالح کی وجہ سے جہاد کی اجازت نہیں تھی لیکن اس آیت کے نزول کے بعد جو کہ ہجرت کے فوراً بعد اور بعض علماء کے قول کے مطابق ہجرت کے دوران ہی نازل ہو گئی تھی ' جہاد کی اجازت ہو گئی۔

ہجرت سے قبل جہاد کی اجازت چند مصالح کی بنا پر نہیں ہوئی ' ان میں سے ایک مصلحت یہ ایک تھی کہ مسلمان بہت تھوڑے تھے ' دوسری وجہ یہ تھی کہ اگر مکہ میں جہاد کا حکم آ جاتا تو عام لوگ یہ پروپیگنڈہ کرتے کہ یہ خاندانی اور قبائلی جنگ ہے ' پھر اس خالص اسلامی نقطہ نظر سے جہاد پیش کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ' تیسری وجہ یہ تھی کہ مکہ مکرمہ میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی جس میں بے گناہ بچے اور عورتیں مارے جاتے ' لیکن یہ تینوں وجوہات اشکال سے خالی نہیں کیونکہ جنگ میں اصالۃ نہ سہی تبعاً تو یہ چیزیں پیش آ ہی جاتی ہیں۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مکہ امن کا شہر ہے اس میں قتل و قتال جائز نہیں ' امام بخاری رحمہ اللہ نے لا یحل القتال بمکہ کے عنوان کے تحت حضرت شریح رحمہ اللہ کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل فرمایا ہے کہ مکہ میں خون نہیں بہایا جا سکتا ' اور ارشاد ربانی ہے:

اولم نمکن لھم حرما امنا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے اولم یروا انا جعلنا حرما آمنا۔ تیسری جگہ فرمان ربانی ہے ومن دخلہ کان آمنا۔ (آل عمران:۹۷) یعنی جو حرم میں داخل ہو گیا وہ مامون ہے۔ (عنکبوت:۶۷)

اور حدیث شریف میں ہے:

"مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام بنایا ہے' لوگوں نے اسے حرام نہ سمجھا کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ اس میں خون بہائے اور نہ یہ کہ درخت کاٹے اگر کوئی اس میں قتال کے لئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قتال سے گنجائش نکالنا چاہے تو اس سے کہو کہ اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دی ہے اور تمہیں نہیں دی اور مجھے بھی اللہ نے دن کے کچھ حصے کے لئے اجازت دی تھی اور تحقیق لوٹ آئی اس کی حرمت آج' کل گزشتہ کی طرح حاضر کو چاہئے کہ یہ بات غائب تک پہنچا دے۔ (الحدیث) (بخاری ص ۲۱۵)

ایک اور حدیث میں:

"فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اب ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت ہے جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو نکل کھڑے ہو۔ بلاشبہ یہ شہر اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان کو بنانے والے دن ہی حرم بنا دیا تھا اور وہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کے حرم بنانے کی وجہ سے حرم ہی رہے گا۔ (بخاری ص ۲۴۸ ج ۱)

ان وجوہات و مصالح کی بنا پر مکہ میں جہاد کی اجازت نہیں ہوئی۔

یہ کہ جہاد کا حکم اس لئے نہیں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تیرہ سال تک صحابہ کرام کا ایمان بناتے رہے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے اگر واقعہ ایسا ہوتا تو مدینہ منورہ میں بھی نو مسلموں کو تیرہ سال تک جہاد کی اجازت نہیں ہونی چاہئے تھی حالانکہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کل مدت قیام دس سال ہے تو تیرہ سال کہاں سے ایمان بنانے کے لئے لاؤ گے' پھر یہ بھی ہے کہ پیارے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک نگاہ سے مومن کی تربیت ہو جاتی ہے' تربیت کے لئے تیرہ سال مقرر کرنا شان رسالت' کی بے ادبی اور توہین ہے' اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی بہت بڑا بہتان ہے کہ ان کا ایمان پکا نہیں ہوا تھا' ایمان پکا نہیں تھا تو انہوں نے فاقوں پر فاقے کس طرح کر لئے' انگاروں پہ لیٹ کر بھی احد احد کی رٹ کیسی لگائی' گھر بار چھوڑ کر' جائیداد و مال چھوڑ کر' ماں باپ' بہن بھائیوں کی رفاقت چھوڑ کر دربدر ہونے پہ کیسے راضی ہو گئے؟ اپنے ضمیر سے خود فیصلہ مانگو کیا آج تم جو اپنے زعم کے مطابق بڑے پکے مومن بنے پھرتے ہو ان کی قربانیوں میں سے ایک کا بھی مقابلہ کر سکتے ہو؟

حدیث میں ہے ایک شخص حدیث عالیہ میں حاضر ہوئے اور پوچھا' یا رسول اللہ اسلام لاؤں یا قتال کروں' فرمایا "اسلم" "تم پہلے اسلام قبول کرو پھر جہاد کرو وہ شخص وہیں مسلمان ہوئے اور جہاد میں شریک ہوئے اور شہید ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھوڑا عمل کر کے بہت سا اجر حاصل کیا۔ رضی اللہ عنہ اب بتائیں کتنا وقت لگا ایمان بنانے میں۔ (بخاری شریف ص ۳۹۴ ج ۱)

خدا کے لئے اپنی بزدلی کو چھپانے کے لئے اور شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر مرزائی مشن کو فروغ دینے کے لئے صحابہ کرام پر اور خود آقائے نامدار حبیب کبریا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و اصحابہ و اتباعہ وسلم پر افتراء بازی اور الزام تراشی سے حتی الامکان پرہیز کریں بڑی نوازش ہوگی۔

مذکورہ آیت اذن للذین الایہ اور اس کے متعلقات سے صرف جہاد کی مشروعیت ثابت ہوئی اب دوسری آیت متعلقہ فرضیت جہاد ملاحظہ ہو:

"جہاد کرنا تم پر فرض کر دیا گیا ہے اور وہ تم کو طبعا گراں معلوم ہوتا ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور واقع میں وہ تمہارے حق میں خیر و مصلحت ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور واقعہ میں وہ تمہارے حق میں باعث خرابی کا ہو۔ اور ہر شئے کی حقیقت حال کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم پورا پورا نہیں جانتے۔ (سورہ بقرہ ۲۶' بیان القرآن ص ۱۲۲ ج ۱ مطبوعہ میر محمد کراچی)

پیارے بھائیو! دوستو بزرگو! قرآن کریم کی آیات سے آپ کو جہاد کی مشروعیت و فرضیت معلوم ہو چکی' اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جہاد کوئی موقت فریضہ نہیں بلکہ ہر دور اور زمانے میں جہاد کے مبارک عمل کا جاری رہنا احادیث صحیحہ صریحہ کثیرہ سے ثابت ہے۔

لیکن ایک بات جس کا جاننا انتہائی ضروری ہے یہ ہے کہ جہاد کا فریضہ کبھی تو کفایہ کے درجے میں ہوتا ہے یعنی اگر بعض لوگ اس فریضہ کو پوری طرح ادا کر رہے ہوں تو باقی مسلموں سے اس فریضہ کی ادائیگی کا مطالبہ صرف تطوعاً اور استحباباً ہی ہوتا ہے وجوباً نہیں ہوتا لیکن کبھی کبھی جہاد فرض عین بھی ہو جاتا ہے یعنی ہر مسلمان عاقل بالغ پر جو جہاد میں شرکت پر قدرت رکھتا ہو اور معذور نہ ہو جہاد میں عملی طور پر حصہ لینا ضروری ہوتا ہے۔

آیئے! اس وقت ہم قرآن و حدیث اور سلف خلف کے فتاوی کی روشنی میں یہ معلوم کرتے ہیں کہ اس وقت امت مسلمہ اور خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں کے لئے جہاد کی شرعی حیثیت کیا ہے اور وہ کہاں تک ان احکامات ربانی کے مکلف ہیں جن میں مسلمانوں کو جہاد کے لئے مخاطب کیا گیا ہے۔

یہ مسئلہ بتانے کی ضرورت اس وقت معلوم ہوئی جب ہم نے مسلمانوں کو دیکھا کہ انہوں نے جہاد کو بجائے ایک بہترین عبادت سمجھنے کے جرم کی حیثیت دے رکھی ہے اور اس مبارک عمل سے بھاگنے کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے بنا رکھے ہیں' ان میں سے سرفہرست یہ بہانہ ہوا کرتا ہے کہ جی جہاد تو فرض کفایہ ہے' لہٰذا ہم نے جہاد نہیں کرنا۔

میرا جی چاہتا ہے کہ ان لوگوں سے پوچھوں' فرض کفایہ میں شرکت پر خدا تعالیٰ نے کتنی وعیدیں سنائی ہیں جو آپ اس میں شرکت سے اس قدر گھبرا رہے ہیں۔

عجیب بات ہے بعض لوگ سنن و مستحبات کا تو فرائض کی طرح اہتمام کرتے ہیں اور فرائض کی کچھ

فکر نہیں' فرائض بھی تو آخر اسی محبوب کے معمولات ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جبکہ سنن و مستحبات کے چھوڑنے پر کوئی وعید نہیں اور فرائض کے چھوڑنے پر سخت وعیدیں مذکور ہیں۔

اور یہ بات بھی واضح ہونی چاہئے کہ جہاد اگرچہ ابتداء فرض کفایہ ہے' لیکن اصول یہ ہے کہ فرض کفایہ کو جب سب لوگ ہی غفلت کے حوالے کر دیں تو وہ فرض عین بن جاتا ہے۔ جیسا کہ فقہ کی معتبر ترین کتاب کنزل الدقائق میں ہے۔ ان قام بہ قوم سقط عن الکل و الا فاثموا بترکہ۔ یعنی اس فرض کفایہ کو اگر ایک قوم اچھی طرح سرانجام دے رہی ہو تو یہ دوسروں سے ساقط ہو جائے گا' ورنہ سب کے سب اپنی اس ذمہ داری کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوں اور اللہ کے فرمان "اگر تم اس جہاد کے لئے نہ نکلے تو اللہ تمہیں سخت سزا دے گا یعنی ہلاک کر دے گا کے مخاطب ہو کر سخت سزا کے مستحق ہوں گے۔

جیسا کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے' یعنی اگر کسی محلّہ میں کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ محلّہ والوں پہ فرض کفایہ ہے' بعض لوگوں کے ادا کر لینے سے سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی' لیکن اگر ہر ایک یہی سمجھے کہ فرض کفایہ ہے مجھ پر تو لازم نہیں اور کوئی بھی جنازہ میں شرکت کے لئے تیار نہ ہو تو اس صورت میں تمام اہل محلّہ گنہگار نہ ہوں گے؟ یہی حال جہاد کا ہے! اس وقت کفر اپنی بھرپور قوت کے ساتھ ہمہ جہت سے حملہ آور ہے مثلاً شمال کی طرف روس اور کمیونسٹ ریاستیں' مشرق سے بھارت و برما' مغرب سے یورپ و سرب وغیرہ' جنوب سے صومالیہ وغیرہ میں براہ راست امریکہ' عرب دنیا میں اسرائیل و امریکہ اور امت مسلمہ اندریں حال موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے اور دفاعی پوزیشن میں ہے' جبکہ ہمارا دفاع نہ ہونے کے برابر ہے' حالانکہ دفاعی جہاد ہمیشہ فرض عین ہوا کرتا ہے!

اب ہم اپنے اس دعویٰ کو قرآن کریم و سلف و خلف کے فتاویٰ سے مدلل کرتے ہیں:

بعون اللہ تعالیٰ و مشیتہ "وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ (الحدید:۲۹)

ارشاد ربانی ہے:

ومالکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ الی قولہ تعالیٰ ان کید الشیطٰن کان ضعیفا۔ ترجمہ و تفسیر: اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو باوجودیکہ اس کا قوی داعی موجود ہے۔ کیونکہ یہ جہاد اللہ کی راہ میں ہوتا ہے' یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے موضوع ہے جس کا اہتمام ضروری ہے اور اس اعلاء دین کے آثار میں سے ایک خاص اثر کی ضرورت بھی درپیش ہے' وہ یہ کہ کمزور ایمانداروں کی خاطر سے بھی لڑنا ضروری ہے تاکہ کفار کے پنجہ ستم سے رہائی پاویں۔ جن بیچاروں میں کچھ مرد اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں' جو کفار سے تنگ و پریشان ہو کر دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو کسی طرح اس بستی سے باہر نکال جس کے رہنے والے سخت ظالم ہیں کہ ہم پر آفت ڈھا رکھی ہے اور ہمارے لئے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کیجئے اور ہمارے لئے غیب سے کسی حامی کو بھیجئے کہ ہمارے ساتھ حمایت و دوستی کر کے ہمیں ان ظالموں کے پنجہ سے چھڑا دے۔

جو لوگ پکے ایماندار ہیں وہ تو ان احکام کو سن کر اللہ کی راہ میں یعنی غلبہ اسلام کے قصد سے جہاد کرتے ہیں اور جو لوگ ان کے مقابلہ میں کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں یعنی غلبہ کفر کے قصد سے لڑتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان دونوں میں نصرت اللہ کی طرف سے ایمانداروں کو ہوگی۔

تو تم شیطان کے ساتھیوں سے جہاد کرو واقعی میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے۔ (بیان القرآن ص ۱۳۳)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے ایمان والو ان کافروں سے لڑو جو تمہارے آس پاس رہتے ہیں (یعنی جن کی سرحدیں تمہاری سرحدوں سے ملی ہوئی ہیں) اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہئے۔ (التوبہ:۱۲۳' بیان القرآن)

ایسا لگتا ہے شاید یہ آیات اللہ تعالیٰ نے کشمیری کے لئے نازل فرمائی ہیں۔

شیخ التفسیر و الحدیث امام اہلسنت علامہ الدھر مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ بعافیہ فرماتے ہیں: "فی الحقیقت اگرچہ یہ آیت مکہ کے مظلوم مسلمانوں کے لئے نازل ہوئی تھی لیکن قرآن کے احکام قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ہیں' لہٰذا اب بھی ان آیات کی رو سے پاکستان کے مسلمانوں پر مظلوم کشمیری مسلمانوں کی مدد کیلئے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد فرض عین ہوگا۔ حوالہ درکار ہو تو دیکھیں رسالہ شوق جہاد ص ۱۔

حقیقت یہ ہے کہ کشمیری مسلمانوں پر ظلم کی انتہاء ہو چکی ہے اور وہ ارشاد ربانی وما نقموا منہم الا ان یومنوا باللہ العزیز الحمید (البروج:۸) کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔

گائے کا پیشاب پینے والے' بنئے' درندے' خبیث ہندو مسلمانوں کے گھروں کو جلا رہے ہیں' بچوں کو سفاکانہ طور پر قتل کر رہے ہیں' بچیوں کی درندگانہ عصمت دری کر رہے ہیں' نوجوانوں کو ذبح کر رہے ہیں' ضعیفوں کو تشدد کا نشانہ بنا کر معذور یا موت کے حوالہ کر رہے ہیں۔

اس سلسلے میں ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۳ء تک کی وہ رپورٹ جو کسی نہ کسی طریقہ سے پی آئی اے تک پہنچنے میں کامیاب ہوئی اس کی ایک جھلک یہ ہے:

بھارتی فوج کے ہاتھوں شہید ہونے والوں کی تعداد --- ۴۳۰۵ ہے' فائرنگ اور تشدد سے ۲۵۱۰۰

باقی صفحہ ۲۶ پر

مولانا محمد اشرف کھوکھر

ہفت روزہ ختم نبوت ایک مطالعاتی جائزہ

قسط نمبر۲

حیات عیسیٰ علیہ السلام

شمارہ۱۔۲ : حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام
(مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ)

۱۱ : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کا عقیدہ
(مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ)

۱۸ : حیات و نزول مسیح علیہ السلام
(مولانا مفتی غلام مرتضیٰ (شاہ کوٹ)

۴۷ تا ۵۲ : حیات عیسیٰ علیہ السلام (قادیانی نصیر احمد کے جواب میں)
(مولانا محمد اشرف کھوکھر)

جماعتی کارکردگی

شمارہ۹ : پاکستان بننے کے بعد ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی جس میں دس ہزار سے زائد مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا
مؤلف : ابو مریم

۱۰ : کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس سکھر
مؤلف : حافظ محمد رمضان

۱۰ : لاہور میں یوم مطالبات منایا گیا
مؤلف : نمائندہ خصوصی لاہور

۱۰ : تحفظ ناموس رسالت امتناع قادیانیت آرڈیننس کو برقرار رکھا جائے

۱۰ : میرپور آزاد کشمیر میں ختم نبوت کانفرنس
مؤلف : نمائندہ خصوصی

۱۰ : بیانات (مولانا مفتی محمد جمیل خان، مولانا نذیر احمد تونسوی، محمد انور رانا)

۱۱ : بیانات (مولانا عزیز الرحمن جالندھری، علامہ ڈاکٹر خالد محمود، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا رحمانی)

۱۲ : ☆ گوجرانوالہ میں ختم نبوت کانفرنس

۱۲ : ☆ مولانا نذر عثمانی کا سکرنڈ تھرپارکر کا تبلیغی دورہ

۱۲ : ☆ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ مذہبی غیرت کا تقاضا ہے

۱۲ : ☆ کوئٹہ میں دو مساجد کو شہید کرنے کے خلاف اہل کوئٹہ کا بھرپور احتجاج

۱۲ : ☆ جامع مسجد توحید آفن باخ جرمنی میں دوسری ختم نبوت کانفرنس

۱۳ : ☆ جامع مسجد باب الرحمت میں علماء کرام کا اجتماع

۱۳ : ☆ مرزا قادیانی اپنی پیشگوئی کی روشنی میں جھوٹا اور دجال ہے (مولانا عزیز الرحمن جالندھری)

۱۳ : ☆ قادیانی رسول پاکؐ کی بدترین گستاخی کے مرتکب ہیں اس لئے واجب القتل ہیں۔ (مولانا راشد مدنی)

۱۴ : ☆ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت ہر مسلمان کا فرض ہے، برسلز میں دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس (رپورٹ محبوب حسین مغل)

۱۵ : ☆ عالمی ختم نبوت کانفرنس برمنگھم (برطانیہ)

۱۵ : ☆ بیانات (مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا محمد رمضان میمن، مولانا جمیل الرحمن نقشبندی، مولانا محمد رمضان)

۱۵ : ☆ قرارداد مذمت ضلع بہاول نگر کی رپورٹ

۱۵ : ☆ عہدیداران مجلس عمل ساہیوال کا انتخاب

۱۶ : ☆ مبلغین ختم نبوت کا دورہ بلوچستان (رپورٹ غلام یاسین)

☆۱۸ : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے اجلاس میں حافظ محمد احمد صدیقی کا خطاب

شخصیات

شمارہ ۱۳ : تحریک ختم نبوت کا ایک گمنام شہید (بشیر احمد لودھی)

شمارہ ۲۱ : میں نے اپنے آقا کا بدلہ لے لیا (ابوالحسن منظور احمد شاہ آسی)

شمارہ ۲۲ : شہید راہ حق (حافظ شفیع اللہ فقیر بنوں)

شمارہ ۲۴ : حضرت مولانا مفتی محمود با اصول سیاستدان عالم باعمل (محمد سعید اسعد)

شمارہ ۲۸ : مولانا مصباح اللہ شاہ شیرازیؒ (مولانا شمس الحق مشتاق)

شمارہ ۲۸-۲۹ : شمع تک تو ہم نے دیکھا پروانہ گیا (ابوالحسن منظور احمد شاہ آسی)

شمارہ ۳۰ : خواجہ معین الدین چشتی (ابو شفقت قریشی سہام)

شمارہ ۴۹ : مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (مفتی محمد خبیر ندوی مظاہر العلوم انڈیا)

شمارہ ۵۰ : حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (مولانا مفتی محمد جمیل خان)

شمارہ ۵۲ : داماد رسول ﷺ مظلوم مدینہ عثمان غنیؓ (مولانا حافظ محمد حسن' احسن العلوم کراچی)

کفر سے اسلام تک

شمارہ ۲ : لیڈی ڈاکٹر کا قبول اسلام

شمارہ ۱۸ : برطانیہ کی اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین میں اسلام کی مقبولیت

شمارہ ۱۹ : قادیانی گھرانے کا قبول اسلام

شمارہ ۲۷ : ہم مسلمان کیسے ہوئے؟ (ڈاکٹر عبدالغنی فاروقی

شمارہ ۳۹ : آگہی کی راتیں نومسلم خاتون کے تاثرات (طارق انیس)

شمارہ ۳۱ : امانت کی پاسداری (دو گھرانوں کا قبول اسلام)

شمارہ ۳۵ : قادیانی خاتون کا قبول اسلام

شمارہ ۳۹ : مجھے اندر کی بات معلوم ہو گئی' قبول اسلام کی داستان (بریگیڈیئر (ر) احمد نواز خان)

شمارہ ۴۰ : میں مسلمان کیسے ہوئی (محترم سید ولی حسن)

شمارہ ۴۲ : اذان نے میری دنیا بدل دی (کینیڈا کے پاپ اسٹار کا قبول اسلام)

شمارہ ۴۷ : ہدایت ۔ کیسے ملی؟ (مولانا نعیم اختر ندوی لندن)

شمارہ ۴۸ : ایک مرزائی نوجوان کا قبول اسلام

متفرقات

شمارہ ۱۰ : صبر و شکر (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی)

شمارہ ۱۱ : چیچنیا امت کی آزمائش (محترم مسلم سجاد)

شمارہ ۱۱ : صبر کے درجات (مولانا محمد یوسف لدھیانوی)

شمارہ ۱۴ : مظلوم انسانیت کی فریاد (مولانا ابوالحسن علی ندوی)

شمارہ ۱۴ : انگریز کا وحشیانہ کردار

شمارہ ۱۴ : انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیمیں (ڈاکٹر فرید الدین بھکر)

شمارہ ۱۵ تا ۱۷ : قافلہ امیر شریعت کامرانی کی دہلیز (محمد طاہر رزاق)

شمارہ ۱۷ : جاہلیت کسی خاص عہد کا نام نہیں (مولانا ابوالحسن علی ندوی)

شمارہ ۱۹ : فلاح کی راہ (محمد سعید اسعد)

شمارہ ۲۲ : عسکری زندگی کے اصول (مولانا محمد نذر عثمانی)

شمارہ ۲۲ تا ۲۶ : رواداری اور دینی غیرت (مولانا محمد اشرف کھوکھر)

شمارہ ۲۱ : گستاخ رسول ﷺ کی شرعی سزا (حافظ محمد ثانی)

شمارہ ۲۳ : جانشین شیخ الاسلام مولانا محمد اسعد مدنی سے اظہار تشکر

شمارہ ۳۱ : رمضان المبارک میں فضائل عمرہ (مفتی محمد عمر فاروق شیخ)

شمارہ ۳۱ : عازمین حج کے لئے مفید معلومات (ابو شفقت قریشی سہام)

شمارہ ۳۳ : روزہ فرض میرا ذاتی تجربہ (حکیم محمد سعید)

شمارہ ۳۳ : رمضان اور روزہ کا مقصد (مولانا محمد اشرف کھوکھر)

شمارہ ۳۳ : ووٹ' ووٹر اور امیدوار کی شرعی حیثیت (مولانا محمد شفیع)

شمارہ ۳۵ : سجدہ سہو سے نماز کی درستگی (ثمینہ قریشی سہام)

شمارہ ۳۶ : اسلام کا بنیادی رکن روزہ (مولانا مفتی محمد خبیر ندوی انڈیا)

شمارہ ۳۶ : لیلۃ القدر کی برکات (مولانا محمد یوسف لدھیانوی)

شمارہ ۳۷ تا ۳۹ : گناہوں کے نقصانات (مفتی محمد عمر فاروق شیخ)

شمارہ ۴۱ : خواتین کا باریک لباس پہننا اور اس کے نقصانات (مفتی محمد عمر فاروق شیخ)

شمارہ ۴۲ : عدلیہ کی آزادی (حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ)

شمارہ ۴۳ : مناسک حج سیکھنے کی ضرورت و اہمیت (ابو شفقت قریشی سہام)

شمارہ ۴۳ : ملی اتحاد کی اہمیت (مولانا سید محمد رابع ندوی)

شمارہ ۴۳ : مسلم خواتین کی ذمہ داریاں (مولانا ابوالحسن علی ندوی)

شمارہ ۱۹ : یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں (ذیشان حیدر کراچی)

شمارہ ۴۳ : حضرت اقدس امیر مرکزیہ خواجہ خان محمد مدظلہ کے تبلیغی اسفار (مولانا محمد اشرف کھوکھر)

باقی صفحہ ۲۶ پر

مُحبّت کا پیغام عصرِ حاضر کے نام

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے اشرف اور سب سے اعلیٰ مخلوق انسان ہے اور اس انسان کے اندر سب سے اعلیٰ سب سے قیمتی اور سب سے زیادہ نازک چیز دل ہے اور اس دل کا گوہر یک دانہ اور اس کا گنج گرانمایہ محبت ہے۔

در خور من کائنات کردیم نگاہ
یک دانہ محبت است باقی ہمہ کاہ

یہ دانہ محبت نہ ہو تو سارا وجود استخواں و پوست اور یہ ساری کائنات گھاس اور پھونس کا ایک ڈھیر ہے' اس محبت کا خاصہ یہ ہے کہ وہ دو محبوب ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہیں کر سکتی' وہ ایک سے آشنا ہو کر سارے عالم سے نا آشنا ہو جاتی ہے ایک کے ساتھ بے خود و سرشار ہو کر ساری دنیا سے بددل اور بیزار ہو جاتی ہے' وہ اس محبت کی قیمت سے صرف ایک چیز خرید سکتی ہے اور یہ سودا صرف ایک بار کر سکتی ہے' وہ سب کے ساتھ رہ کر بھی کسی کے ساتھ نہیں ہوتی' سب سے تعلق رکھ کر بھی کسی سے تعلق نہیں رکھتی' وہ طوق و سلاسل میں بھی آزاد ہوتی ہے اور ہوشیاری و فرزانگی میں بھی بےخود و سرشار رہتی ہے' بڑے بڑے درباروں کو خاطر میں نہیں لاتی اور بوریہ نشینوں کو سر پر بٹھاتی ہے' ایک آہ نیم شبی اور ایک دعائے سحری اس کی نظر میں ہزار سلطنتوں سے افضل ہے اور ہزار تاج و کلاہ سے بہتر ہے۔

کہ بردنبرد شاہان زمن گدا پیاۓ
کہ بکوئے مے فروشاں دو ہزار جسم بجامے

لیکن ان تمام اوصاف کے ساتھ وہ اس قدر غیور ہے کہ کسی دوسرے کا سایہ اور کسی دوسرے خیال کا شائبہ بھی اس کو گوارا نہیں۔ وہ صرف اس وقت دل میں آتی ہے' جب اس کو ہر چیز سے خالی پاتی ہے' کسی خوشامد اور منت و سماجت یا تمنا اور حسرت کا اس پر اثر نہیں ہوتا وہ صرف یہ دیکھتی ہے کہ دل جلوہ گاہ ناز اس کے لئے بالکل خالی ہے یا نہیں مسند قلب اس کے لئے آراستہ ہے یا نہیں

اتانی ھواھا قبل ان اعرف الھوی
فصادف قلباً خالیاً فتمکنا

مولانا سید محمد الحسنیؒ

اور جب آتی ہے تو اس طرح آتی ہے کہ دل کے دروازے ہر چیز کے لئے بند ہو جاتے ہیں اور غیر اللہ کا وسوسہ اور خیال اس کے دروازے تک بھی نہیں پہنچ پاتا اور اگر کبھی ایسا ہوتا ہے تو اتبعہ شھاب مبین کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اور الذین اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذاھم مبصرون کا ظہور ہوتا ہے۔

ہمارے لئے اس غیور و خوددار محبت کا پیام صرف یہ ہے کہ دع نفسک وتعال (اپنے نفس کو پیچھے چھوڑ دو اور میرے پاس آؤ) پہلے اپنے دیدہ عبرت سے یہ دیکھو کہ تم نے اپنے "سرپردہ دل" میں کیسے کیسے ناپاک کتے اور سور' اور کیسے کیسے زہریلے سانپ اور بچھو پال لئے ہیں' تم نے اپنے سارے وجود اور اپنی زندگی بھر کی غلاظتیں اسی دل میں ڈال رکھی ہیں' نجاست کی کونسی قسم ہے جس سے تم نے اپنے دل کو خالی چھوڑا ہے' معصیت اور غیر اللہ سے محبت کی کونسی آلودگی ہے جس سے تمہارا دل محفوظ ہے' ظلم کی وہ کونسی صنف ہے جو تم نے اس پر روا نہیں رکھی؟

تم نے اپنے دل میں سونے اور چاندی کے ڈھیر اور ہیرے اور جواہرات کے انبار لگائے اور بہت عقیدت کے ساتھ ان کی پرستش کرتے رہے' تمہاری پیشانی زمین پر ہوتی تھی۔ اور دل کسی اور چیز کو سجدہ کرتا تھا۔

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

تمہارے ہاتھ بظاہر خدا کے سامنے بندھے ہوتے تھے لیکن تمہارے تصور میں کسی اور دربار کا نقشہ ہوتا تھا' مسجد کی بوسیدہ چٹائی کو دیکھ کر ایرانی قالین اور جدید طرز کے صوفہ سیٹ کی یاد تمہارے دل میں چٹکیاں لیتی تھی۔

تم نے اپنے اقتدار کی ہوس اور حب جاہ میں کتنے حقوق کو پامال کیا' کتنے معصوم اور بے گناہ انسانوں کو اپنے راستہ سے ہٹایا' خود اپنے کو کتنے فریب دیئے اور اپنے بھائیوں کو کتنے دن اس فریب میں مبتلا رکھا؟ تم نے اپنے نفس کے کتنے مغالطوں کو حقیقت سمجھا اور اپنی آنکھیں بند کر کے اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔ یہاں تک کہ اس نے تم کو کسی ایسے مرحلہ میں لا کر چھوڑ دیا جہاں سے واپس ہونے کا راستہ تم کو معلوم نہیں' اور کوئی حقیقی رہبر تمہارے ہمراہ نہیں۔

تم نے خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور

سینوں کے اسرار اور نگاہوں کی چوری کے راستہ سے اپنے نہاں خانہ دل کو کس کس طرح گندہ کیا ہے' اور اس میں کیسی کیسی نجس العین چیزوں کو سجا سجا کر خوش ہو رہے ہو۔

تم نے اپنے دل کو عجائب خانہ بنا رکھا ہے اور اس میں قسم قسم کے جانور پال رکھے ہیں' یہ جانور

تمہارے اخلاق و اعمال کی زندہ تصویریں ہیں' تمہاری طمع نے دل میں جاکر کتے کا روپ اختیار کرلیا ہے تمہارے ظلم نے بھیڑیئے کی کھال اوڑھ لی ہے اور تمہاری ایذا پسندی نے سانپ اور بچھو کی شکل اختیار کرلی ہے' غرض ان جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں کی کونسی شکل اور شبیہہ ہے جس کا تم نے اپنے دل کے عجائب گھر میں انتظام نہیں کیا ہے اور پابندی سے اس کو راتب نہیں پہونچاتے ہو۔

تم نے اس میں غلاظت کے ڈھیر لگائے ہیں اور مشک و عنبر کے منتظر ہو' کانٹے بوئے ہیں' اور پھولوں کی آس لگائے بیٹھے ہو' تم نے اپنے دل کے سارے دروازے مقفل کردیئے ہیں' اور صرف ایک دروازہ کھلا چھوڑ دیا ہے' اور وہ ہے نفسانی خواہشات کی تسکین کا دروازہ' تم ہر دلفریب اور خوش منظر چیز پر اس طرح لپکتے ہو۔ جیسے وہی تمہارا سب سے بڑا ارمان اور تمہاری سب سے آخری حسرت ہے لیکن یہ ارمان نکال لینے کے بعد دوسرے ارمان کے ساتھ تمہارا معاملہ اس سے بھی زیادہ بوالہواسی اور بے چینی کا ہوتا ہے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

پھر تم غور کرو کہ تم نے اپنی زندگی کی کتنی حسین و قیمتی ساعتیں اپنے مجازی خداؤں اور اپنے خود ساختہ آقاؤں کی نذر کی ہیں تم نے اپنے سوز و گداز اور ناز و نیاز اور قربانی و ایثار کے کیسے کیسے عظیم جذبات ان مضحکہ خیز چیزوں پر ضائع کئے ہیں جن کو یاد کرکے آج شاید تم کو ہنسی بھی آتی ہوگی اور رونا بھی۔

تم نے اپنے دل کے لئے کتنے بت تراشے اور توڑے' کتنے محبوب پسند کئے اور چھوڑے' کن کن چیزوں سے دل لگایا کن کن چیزوں کے لئے آنسو بہائے' کن آرزوؤں اور تمناؤں میں اپنی ساری عمر گنوائی' کن ٹھیکروں اور چیتھڑوں

کے لئے تم نے بے تکلف نذرانہ دل پیش کیا' کن وقتی اور حقیر لذتوں کے لئے تم نے اپنا سارا اثاثہ داؤ پر لگادیا۔ تم نے اپنے نفس کی ادنیٰ خواہش اور طفلانہ تحریک پر کیسی کیسی آنے والی نعمتوں اور سرفرازیوں کو ٹھکرادیا۔

یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ راہم دور شد

تم نے ہر آواز پر لبیک کہا' ہر نسخہ کو آزمایا ہر عطار اور نیم حکیم کی بات مان لی' نفس کے ہر اشارہ کی تکمیل اپنا مقدس فرض سمجھا' اور اس کے لئے اپنے عزیز اوقات بے دریغ صرف کئے' اپنا قیمتی روپیہ پانی کی طرح بہایا' اپنی قوت فیاضی سے خرچ کی۔ اپنی ہر مخفی صلاحیت کا دل کھول کر استعمال کیا' تو پھر کیا خدا کی خوشنودی رضائے الہیٰ اور اس بارگاہ عالی کے پروانہ راہداری کو تم نے اتنا گرا پڑا سمجھ لیا ہے کہ اس کے لئے تمہیں کسی محنت اور طلب کی ضرورت نہیں....؟ لیکن خدا کا فیصلہ اس کے برعکس ہے' خدا کی محبت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے تمہیں اپنے کعبہ دل کو ان تمام بتوں سے صاف کرنا ہوگا' تمہیں دل پر پتھر رکھنے ہوں گے' اور بعض اوقات پیٹ پر پتھر باندھنے ہوں گے۔ نفس کے گلے پر جیتے جی چھری پھیرنی ہوگی' اور قدم قدم پر اپنی مخالفت کرنی پڑے گی' اس کی ہر ترغیب اور دعوت کو اپنے قدموں سے روندنے کی طاقت پیدا کرنی ہوگی۔ اور ہنسی خوشی یا رو رو کر ان محبوب چیزوں کا فراق گوارا کرنا ہوگا' جو زندگی بھر ہمارے ساتھ رہیں۔

اگر ہمیں محبت حق کی تمنا ہے تو اس کا راستہ صرف یہی ہے' اور جنون کی شوریدہ سری اور سچی طلب کی بے تابی اور برق وشی اسی راہ کی سب سے پہلی شرط اور اس "دیوان عشق" کا سب سے پہلا سبق ہے دررہ عشق۔

شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

احسب الناس ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین۔

موتی سمندر کی تہہ میں ہوتے ہیں پر شور اور طوفانی سطح پر نہیں علمی نکتے اور فکری جواہر ریزے خطباء کی دھواں دھار تقاریر میں کم ہی ملتے ہیں۔ اس کے لئے اچھی کتب اور جرائد کے بغور مطالعے کی ضرورت ہے۔

آیئے ہفت روزہ "ختم نبوۃ" کا باقاعدگی سے خود مطالعہ کریں اور دوسروں کو بھی دعوت دیں۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف۔۹۱۔صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۲۵۵۲۳۰۲،

اختلافِ اُمّت اور تباہی

مولانا محمد راحت گل شیر......کراچی

مسلم قوم کی مستقل اور ممتاز تاریخ رہی ہے دنیا کے آخری کونے میں رہنے والا مسلمان بھائی بھی اتنا عزیز و قریب ہوتا ہے جتنا پاس والا مسلمان بھائی۔ اس کا دکھ درد غم و خوشی بھی اسی طرح اس کا مالی تحفظ و نگہبانی بھی اسی طرح اس کے بال بچوں کی نگہداشت و رکھوالی بھی غرض دنیا کے مسلمان ایک جسم امت اور جسم کا کوئی حصہ الگ تصور نہیں کیا جاسکتا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کے لئے ایک بنیاد کی طرح ہے اور بنیاد کا ایک حصہ دوسرے حصے کو پکڑ کر رکھتا ہے۔ مسلمان میں یہی جذبہ اتحاد و اتفاق کارفرما ہوتا ہے تو دنیا کے سارے جھگڑے و فتنے نمٹائے جاسکتے ہیں اور معاشرے کا امن و سکون ہر آدمی کو نصیب ہوتا ہے۔ لیکن مسلمان جب مسلمان پر ہتھیار اٹھائے اور ایک دوسرے کو گولی کا نشانہ بنائے اور جب ایک دوسرے کے خون جسم سے کائنات کا سینہ رنگین ہوتا نظر آئے۔ رات و دن کی یلغار زندگی کو مفلوج بنائے۔ انسانی نگاہیں ہر وقت مشکوک و مسموم بن کر انسانیت دھمکاتی پھرے اور انسانی معاشرہ میں وحشت و دہشت کا ہر طرف دور دورہ الفت و محبت نام کی کوئی چیز نہ رہے اور امت محمدیہ، فرقہ بندی، نسل پرستی، قوم پرستی اور دیگر انسانیت سوز محرکات کی نذر ہوجائے اور آپس میں دست و گریباں معمولی معمولی باتوں سے زلزلے کی طرح جھٹکے محسوس ہونے لگے۔ تو گویا یہ اختلاف امت درحقیقت امت کی تباہی و ہلاکت کا وہ سامان ہے جو اسے نظر نہیں آرہا مگر خود اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارنے کے مترادف ہے (اور گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے) کا مصداق بن جاتا ہے کیونکہ اختلاف میں مدمقابل کی کوئی بات نہیں سنی جاتی۔ اس کی کسی تجویز پر غور نہیں کیا جاتا۔ اس کو اچھائی کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا بلکہ مدمقابل کے وجود کو بھی حریف برداشت نہیں کرتا اور پھر حالات اتنے سنگین ہوتے چلے جارہے ہیں کہ پھر سیلاب بند نہیں روکا جاسکتا۔ تجاویز کارگر نہیں ہوتیں۔ حالات قابو میں نہیں رہتے اور اختلاف امت تباہی امت کا سب سے بڑا ذریعہ بن جاتا ہے...... خدارا آئیں اے اہل نظر، ذوق نظر اپنائیں اور موجودہ برپا شورش قتل و غارت گری دور کرنے میں معاون بنیں اور تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر حقیقی معنوں میں زمیں معاشرے کو پر امن و پر سکون بنانے میں پوری دیانت داری کے ساتھ میدان عمل میں آئیں اور بگڑتے حالات سازگار بنانے میں مدد دیں

انتخاب چوک پرمٹ ضلع مظفر گڑھ

امیر: قاری شکیل احمد صاحب — ناظم: حاجی بشیر احمد صاحب

ناظم تبلیغ: نسیم صدیقی صاحب — ناظم نشرواشاعت: ملک محمد اصغر صاحب

خازن: ملک عبدالصمد صاحب — نمائندہ مجلس عموی: حاجی بشیر احمد صاحب

انتخاب واڑیانوالہ تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ

امیر: میاں سیف اللہ صاحب — ناظم: میاں خلیل الرحمٰن صاحب

ناظم تبلیغ: صوفی قطب الدین صاحب — ناظم نشرواشاعت: قاری عبدالغفار صاحب

خازن: صوفی انیق احمد صاحب — نمائندہ مجلس عموی: میاں خلیل الرحمٰن صاحب

انتخاب بستی رنوجہ کوٹ رتہ تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ

امیر: مولانا قاری حفیظ اللہ صاحب — ناظم: مولانا عطاء اللہ صاحب

ناظم تبلیغ: مولانا احمد علی صاحب — ناظم نشرواشاعت: حافظ محمد قاسم صاحب

خازن: حافظ اللہ داد صاحب — نمائندہ مجلس عموی: مولانا قاری حفیظ اللہ صاحب

مندرجہ بالا انتخاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکریٹری نشرواشاعت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب کی نگرانی میں مکمل ہوئے۔

تاکہ خود کا زندگی کا چراغ بھی جلتا رہے اور دوسروں کی زندگی کا چراغ بھی بجھنے نہ پائے اور انسانوں کے ہاتھوں انسانوں اور کائنات کی تباہی پھیلنے نہ پائے اور اختلاف و انتشار کی مہلک بیماری سے امت محمدیہ ﷺ مکمل طور پر محفوظ و مامون رہے اور اہل شرافت اور صاحب ظرافت طبقہ کے لوگ نقل مکانی پر مجبور نہ ہوں۔

برطانیہ کے باکسر کا قبول اسلام

برطانیہ کے معروف مڈل ویٹ باکسر کریس ایوبینگ نے گزشتہ دنوں شارجہ میں ایک اسلامی تقریب کے دوران دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کردیا' کریس ایوبینگ جو باکسنگ ہی کے سلسلے میں دبئی آئے ہوئے ہیں' انہوں نے حالیہ مقابلہ میں کولمبیا کے باکسر کو شکست دے کر اپنا ٹائٹل واپس لے لیا ہے' اس فتح کے بعد انہوں نے اعلان کیا تھا کہ وہ گزشتہ تین سال سے باقاعدہ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کررہے ہیں اور ان کا یہ ارادہ ہے کہ وہ مسلمان ہوجائیں' چنانچہ دوسرے ہی ہفتے انہوں نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کردیا اور اپنا اسلامی نام حمدان پسند کیا' ان کے ساتھ ان کے تین بھائی' اہلیہ اور ان کے بیٹوں نے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کردیا۔

اسلام دنیا میں تیزی سے پھیل رہا ہے

نیویارک (ریڈیو رپورٹ) عیسائیت کے بعد اسلام دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ہے مگر یہ تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے حالانکہ پوری دنیا میں اسلامی اقدار کو مغربی ثقافت کی یلغار کا سامنا ہے اور ان کے درمیان ایک جنگ جاری ہے۔ حج کے موقع پر امریکی ٹی وی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ کئی اعتدال پسند اسلامی ممالک خصوصاً" مصر اور ترکی زیادہ قدامت پسند ہوگئے ہیں۔ ۲۰ سال قبل درمیانے درجے کی چند خواتین برقعہ اور اسکاف استعمال کرتی تھیں مگر اب ان کی اکثریت اسلامی لباس پہنتی ہے۔

بقیہ : فرضیت جہاد

افراد معذور ہوئے' ۲۰۰ بچوں کو ہوائرہ اسکول میں زندہ جلادیا گیا' مختلف اسکولوں میں زندہ جلائے جانے والے ۵۱۵ بچے اس کے علاوہ ہیں' ۷۲۵ کشمیری عوام گھروں میں زندہ جلادیے گئے' ۳۰۰۷ معصوم بچیوں اور خواتین کی اجتماعی طور پر عصمت پامال کی گئی۔ بھارتی درندوں کے ہاتھوں عصمت دری کے نتیجے میں شہید ہونے والی ۲۵۰ بچیاں اس کے علاوہ ہیں' بھارتی جیلوں اور عقوبت خانوں میں درندگی کا نشانہ بننے والوں کی تعداد ۱۵ ہزار ہے' اس وقت مقبوضہ کشمیر کی جیلوں میں ۲۵ ہزار اور راجستھان کی جیلوں میں ۱۹ ہزار ۵۰۰ تمیں کشمیری نوجوان اور عوام محبوس ہیں۔

یہ کشمیر میں ہونے والے مظالم کی ایک جھلک ہے ورنہ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے اسے کشمیری جانتے ہیں یا ان کا خدا۔

ان حالات میں مظلوم ماؤں' اور بہنوں کی صدا آرہی ہے: ربنا اخرجنا من هذه القرية۔ "اے ہمارے پروردگار ہمیں ان ظالم درندوں کی بستی سے نجات دلادے۔ واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا۔ (نساء:۷۵)

ہائے ہمارے پروردگار کوئی محمد بن قاسم بھیج دے' کسی صلاح الدین ایوبی کا رخ ادھر موڑ دے' کسی محمود غزنوی تک ہماری داستان پہنچادے' کسی سلطان ٹیپو کو ہمارے آگ و خون میں غلطانے پہ اور اسلام کے مٹنے پہ غیرت منیہ یاد دلادے۔ الٰہی کسی پیر طریقت کو بھی سید احمد شہید جیسا جذبہ اعلاء کلمۃ اللہ عطا فرما دے۔ الٰہی کسی خطیب شعلہ بیان کو اسمٰعیل شہید کا وارث بھی ضرور بنا۔ الٰہی ہمیں رشید احمد گنگوہیؒ اور قاسم نانوتویؒ جیسے سپہ سالاروں کی بھی بڑی شدت سے ضرورت ہے۔ اے مظلوموں کے آقا ہمیں سالار قافلہ امداد اللہؒ بھی چاہئے' اللہ کی ان پر رحمت ہو۔

فقہاء اسلام نے اس کی تصریح کی ہے کہ اگر ایک عورت بھی انتہائے مشرق میں کافروں کے پنجہ میں گرفتار ہو تو مغرب کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسے چھڑائیں چنانچہ فتاویٰ سراجیہ طبع نو لکشور ص ۶۵ میں ہے امراة سلبيت في المشرق وجب على اهل المغرب ان يستنقذوها۔

چنانچہ ان آیات مقدسہ' احادیث نبویہ اور دلائل کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ جہاد امت پر فرض کے طور پر قیامت تک جاری رہے گا۔

بقیہ : مطالعاتی جائزہ

شمارہ ۴۴ : نبی کی حیثیت اور مقام نبوت (مولانا سید واضح رشید ندوی)

شمارہ ۴۵ : حج و زیارت کی لاج رکھیں (مولانا محمد سلمان منصورپوری)

شمارہ ۴۶ : طواف کعبہ کی اہمیت اور ضروری ہدایات (بابو شفقت قریشی سہام)

شمارہ ۴۸ : آزادی نسواں اسلام کے خلاف ایک سازش (سید علی..... کلکتہ)

شمارہ ۵۱ : ختم نبوت کی شان اعجاز (مولانا محمد حسین احمد پورسیال)

شمارہ ۵۲ : محرم الحرام' شرعی' سیاسی' تاریخی جائزہ (مفتی محمد عمر فاروق شیخ)

شمارہ ۵۲ : ریلوے میں قادیانیوں کا عمل دخل (ڈاکٹر زین محمد فریدی بھکر)

وفیات

شمارہ ۳۰ : مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیٹے کا سانحہ ارتحال

شمارہ ۳۱ : مولانا قاری حماد اللہ شفیق کا سانحہ ارتحال

شمارہ ۵۲ : جناب فتح محمد (چک سکندر)

حمد و مناجات

ظہیر احمد تاج

اے تعالیٰ اللہ رب بے نیاز
خالق عالم، کریم دل نواز

مالک الآفاق رحمٰن و رحیم
ذات تیری حی و قیوم و قدیم

اے مہیمن اے عزیز و ذوالکمال
اے مصور بے مثال و ذوالجمال

اے بصیر و اے لطیف و اے خبیر
ہیں دلوں کے بھید تجھ پر مستنیر

مہر ہے تیری ہر اک جی پر مدام
ہر نفس ہے تیری رحمت کا سلام

یہ زمیں، یہ آسماں، یہ کائنات
یہ زمانہ، یہ فضائے شش جہات

انجم و شمس و قمر، شام و سحر
جن و انسان و ملک اور بحروبر

تیرے احساں سے ملا سب کو وجود
بیکراں ہے لطف تیرا اے ودود

تو ہے جواد اور ہے بر رحیم
اے سخی تیری سخاوت ہے عظیم

ہر تجلی تیری اک توصیف ہے
نکہت گل تیری ہی تعریف ہے

یہ نسیم دل نواز و جاں فزا
کام ہے اس کا تری حمد و ثناء

تیری سبحات کا ہے یہ سماں
پتے پتے کو ملی گویا زباں

قاضی الحاجات ہے تو اے غنی
تو ہی سب کا چارہ گر ہے، اے قوی

عدل تیرا نظم عالم کا کفیل
اے حسیب و اے حفیظ و اے جلیل

تو غفور و غافر و غفار ہے
ہم بھرے عیبوں کا تو ستار ہے

اے عفو و اے رؤف و اے مجید
ہر ثناء ہے ختم تجھ پر اے حمید

حمد ہے تیری مکان و لامکاں
حمد سے تیری معطر ہے جہاں

گلستاں سے گلستاں تیرے کھلے
آبجو ہیں نغمہ خواں تیرے لئے

داستاں در داستاں تیری چلی
نام پر تیرے کھلی ہے ہر کلی

خاک کو تونے دیئے ہیں بال و پر
فطرت انساں کو دی نوری نظر

تجھ سے ذرہ ہمسر مہتاب ہے
قطرہ قطرہ منبع سیلاب ہے

قادر مطلق ہے تو اور ہے حکیم
تو احد ہے اور صمد ہے اے علیم

بندہ عاجز ہوں میں بے چارہ ہوں
بے نوائی سے دل صدپارہ ہوں

تیری الفت کی نظر درکار ہے
ذرہ کو حسن گہر درکار ہے

مرسلہ: حافظ احمد عثمان ایڈووکیٹ لندن

بارہویں عالمی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام

سالانہ

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

بتاریخ ۱۰ اگست ۱۹۹۷ء بروز اتوار

بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم

صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت • حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام • قادیانیت کے عقائد و عزائم

مسئلہ جہاد • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور انکی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے، کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9 9 ایچ زیڈ یوکے 071 737 8199